عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

جلد نمبر ۱۶ | ۲۶ ذوالحجہ تا کیم محرم ۱۴۱۹ھ بمطابق ۲۴ تا ۳۰ اپریل ۱۹۹۸ء | شمارہ نمبر ۴۸

خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت عظیم صلح جو شخصیت

مرزا غلام احمد قادیانی

خدا کا نبی یا انگریز کا کارندہ؟

قادیانی اخلاق و کردار

گمبٹ میں قادیانیوں کی اشتعال انگیز سرگرمیاں اور نوجوان وزیر علی پھول کی قادیانیت سے توبہ

قیمت: ۵ روپے

نانی کے مرنے کے بعد چالیسویں سے قبل نواسی کی شادی کرنا کیسا ہے

س..... میری ایک عزیزہ نے جس کی بیٹی کی شادی کی تاریخ ایک سال پہلے مقرر ہو چکی تھی کہ شادی کی تاریخ سے دس یوم پہلے اس کی بوڑھی والدہ صاحبہ کا انتقال ہو گیا۔ سوئم اور دسویں کے بعد اس نے اپنی بیٹی کا تاریخ مقررہ پر نکاح اور رخصتی کر دی۔ جس کی بنا پر اس کے عزیز رشتہ دار اس کو مطعون کر رہے ہیں کہ تم نے شادی انجام دے کر شرع کے خلاف کیا ہے اس کا گناہ ہو گا۔

ج..... شرعاً سوگ تین دن کا ہوتا ہے۔ اس کے بعد سوگ کرنا شرعاً ممنوع ہے۔ (البتہ جس عورت کا شوہر فوت ہو جائے وہ چار مہینے دس دن سوگ کرے گی) آپ کی عزیزہ نے مقررہ تاریخ پر بچی کا عقد کر دیا۔ بالکل ٹھیک کیا جو لوگ اس کو گناہ کہتے ہیں یہ ان کی نادانی اور جہالت ہے۔

شہید کون ہے؟

س..... گزشتہ تحریک نظام مصطفےٰ کے دوران جو لوگ پولیس کے ہاتھوں گولیوں کا نشانہ بن کر اس دار فانی سے کوچ کر گئے انہیں شہید کہا جاتا ہے۔ دوسری طرف اگر پولیس اور ڈاکوؤں کے درمیان مقابلہ ہو اور اس میں کوئی مارا جائے اور دوسرے جو قتل ہوتے ہیں ان میں قاتل بھی مسلمان ہوتا ہے اور مقتول بھی۔ مہربانی فرما کر یہ بتائیے کہ مسلمان شہید کب کہلاتا ہے؟ صرف غیر مسلم کے ہاتھوں قتل ہونے سے یا کسی مسلمان کے ہاتھوں بھی؟ امید ہے تسلی بخش جواب مرحمت فرمائیں گے۔

ج..... دنیوی احکام کے لحاظ سے شہید وہ ہے۔ (الف) جس کو کافروں یا باغیوں یا ڈاکوؤں نے قتل کر دیا۔ (ب) یا وہ مسلمانوں اور کافروں کی لڑائی کے دوران مقتول پایا جائے۔ (ج) یا کسی مسلمان نے اسے ظلماً جان بوجھ کر قتل کیا ہو۔ اس اصول کو جزئیات پر خود منطبق کر لیجئے۔

کیا سزائے موت کا مجرم شہید ہے؟

س..... کیا کوئی شخص جس کے بارے میں عدالت پھانسی یا سزائے موت کا فیصلہ صادر کرے، پھانسی پانے کے بعد شہید کہلائے گا؟

ج..... ایسا مجرم شہید نہیں کہلاتا۔

ڈیوٹی کی ادائیگی میں مسلمان مقتول شہید ہو گا

س..... کیا پولیس کا کوئی فرد اگر جرائم پیشہ افراد کا مقابلہ کرتے ہوئے یا حکومت کے باغی لوگ جو سرکاری یا نجی املاک کو نقصان پہنچا رہے ہوں یا حکومت کے افسران بالا مثلاً سربراہ مملکت یا وزراء وغیرہ کی حفاظت کرتے ہوئے اور اپنی ڈیوٹی کو فرض سمجھتے ہوئے حملہ آوروں کا مقابلہ کرتے ہوئے مارا جائے تو کیا وہ شہید ہو گا؟ اگر شہید تصور کیا جاتا ہے تو کیسے اگر نہیں تو کیوں؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں وضاحت کریں۔

ج..... اصول یہ ہے کہ جو مسلمان ظلماً قتل کر دیا جائے وہ شہید ہے۔ اس اصول کے مطابق پولیس کا سپاہی اپنی ڈیوٹی ادا کرتا ہوا مارا جائے (بشرطیکہ مسلمان ہو) تو یقیناً شہید ہو گا۔

غسل کے بعد میت کی ناک سے خون بہنے سے شہید نہیں شمار ہو گا

س..... غسل کے بعد قبرستان تک جاتے وقت ناک سے اتنا خون بہے کہ ڈولی سے بہتا ہوا زمین تک آ جائے تو کیا یہ اس کے شہید ہونے کی نشانی ہے؟ نیز شہید کہلانے کی کیا نشانی اسلام میں ہے؟

ج..... شہید تو وہ کہلاتا ہے جس کو کافروں نے قتل کیا ہو یا کسی مسلمان نے ظلماً قتل کیا ہو، ناک سے خون بہنے سے شہید نہیں بنتا۔

اگر عورت اپنی آبرو بچانے کے لئے ماری جائے تو شہید ہو گی۔

س..... اگر کوئی عورت اپنی عزت بچانے کے لئے اپنی جان قربان کر دے تو کیا یہ خود کشی ہو گی؟ اور اسے اس بات کی آخرت میں سزا ملے گی یا نہیں

ج..... اگر اپنی آبرو بچانے کے لئے ماری جائے تو شہید ہو گی۔

سانپ بچھو وغیرہ کو حرم میں اور حالت احرام میں مارنا:

س..... ایام حج میں بحالت احرام اگر کسی موذی جانور مثلاً سانپ، بچھو وغیرہ کو مارا جائے تو جائز ہے یا نہیں؟ یا ان جیسی چیزوں کے مارنے سے بھی "دم" دینا لازم ہو جاتا ہے؟

ج..... ایسے موذی جانوروں کو حرم میں اور حالت احرام میں مارنا جائز ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوۃ

سرپرست: حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدیر مسئول: عبدالرحمن باوا

مدیر: مولانا اللہ وسایا

جلد ۱۶ شمارہ ۴۸ — ۲۶ ذوالحجہ تا یکم محرم ۱۴۱۹ھ بمطابق ۲۴ تا ۳۰ اپریل ۱۹۹۸ء — قیمت: ۵ روپے

مجلس ادارت

- مولانا عزیز الرحمن جالندھری
- مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
- مولانا نذیر احمد تونسوی
- مولانا منظور احمد حسینی
- مولانا محمد جمیل خان
- مولانا سعید احمد جلالپوری
- مولانا محمد اشرف کھوکھر

سرکولیشن مینجر

- محمد انور

قانونی مشیر

- حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

ٹائیٹل و تزئین

- ارشد دوست محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

- منیٰ کا المناک سانحہ......مسلم ممالک کیلئے لمحہ فکریہ ۴
- قادیانی رحمتہ للعالمین..............(مولانا محمد یوسف لدھیانوی) ۶
- مرزا غلام احمد قادیانی خدا کا نبی یا انگریز کا کارندہ؟......(مولانا عبدالغفار گلگتی) ۹
- قادیانی اخلاق و کردار..............(مولانا تاج محمود رحمتہ اللہ علیہ) ۱۳
- تیری تصویر دیکھ کر..............(محمد طاہر رزاق) ۱۹
- خاتم الانبیاء......بحیثیت عظیم صلح جو شخصیت (جمال عبدالناصر) ۲۲
- وزیر علی پھل کی قادیانیت سے توبہ ۲۴

رابطہ دفتر

جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) ایم اے جناح روڈ، کراچی
فون ۷۷۸۰۳۳۷، فیکس ۷۷۸۰۳۴۰

مرکزی دفتر

حضوری باغ روڈ ملتان فون ۵۱۴۱۲۲ - ۵۸۳۴۸۶ فیکس ۵۴۲۲۷۷

LONDON OFFICE

35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PHONE: 0171 / 737-8199.

زر تعاون

سالانہ: ۲۵۰ روپے
ششماہی: ۱۲۵ روپے
سہ ماہی: ۷۵ روپے

اگر دائرے میں سرخ نشان ہے تو سالانہ زر تعاون ارسال فرما کر رسالہ کی خریداری کی تجدید کروالیجئے ورنہ پرچہ بند کر دیا جائیگا

زر تعاون بیرون ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۹۰ امریکی ڈالر
یورپ، افریقہ ۷۰ امریکی ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات
بھارت، مشرق وسطیٰ ایشیائی ممالک ۶۰ امریکی ڈالر

چیک/ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت نیشنل بینک گرومندر برانچ، اکاؤنٹ نمبر ۹-۴۸۷ کراچی (پاکستان) ارسال کریں

ناشر: عبدالرحمن باوا — طابع: سید شاہد حسن
مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — مقام اشاعت: ۱۰۳ بزرٹہ لائن کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

منیٰ کا المناک سانحہ ـــــ مسلم ممالک کے لئے لمحہ فکریہ

۱۲ذی الحجہ کو عین دوپہر کے وقت جبکہ حجاج کرام حج کا آخری واجب "رمی جمرات" (شیطان کو کنکریاں مارنا) ادا کر رہے تھے اور یہ عمل بہت اطمینان سے جاری تھا کہ اچانک پل کے اوپری حصہ میں ایک طرف بھگدڑ مچ گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے رمی جمرات کو جانے والے واپس پلٹے اور دوسرے آنے والے اس بھگدڑ کا سن کر بے قابو ہو گئے اور لاکھوں انسانوں کے درمیان کشمکش ہو گئی' جس کی وجہ سے سینکڑوں افراد گر گئے اور ایک دوسرے کے پاؤں تلے روندے گئے۔ اطراف میں کھڑے رضاکاروں اور سیکورٹی کے افراد کے آنے تک ایک ہزار کے قریب آدمی موت و زیست میں مبتلا ہو گئے۔ سیکورٹی فوج نے فوری طور پر مجمع کو مزید بے قابو ہونے سے بچایا اور ان ایک ہزار کے قریب افراد کو فوری طور پر طبی امداد کے لئے لے جایا گیا۔ چاروں طرف اعلان کیا گیا کہ تھوڑی دیر کے لئے رمی جمرات کے لئے خیموں سے نہ نکلیں۔ جو جہاں ہے وہیں رک جائے' بعد کی اطلاع کے مطابق ایک سو اٹھارہ کے قریب افراد جاں بحق ہو گئے اور سینکڑوں ابھی تک زخمی ہیں۔ بعض ذرائع کے مطابق مرنے والوں کی تعداد دو سو تک ہے۔ مرنے والوں میں پاکستان' ہندوستان' بنگلہ دیش' افغانستان' انڈونیشیا' ملیشیا کے افراد شامل ہیں۔ ان افراد کی شہادت نے عالم اسلام کے تمام ممالک اور عالم دنیا کے بے شمار ممالک کو افسردہ کر دیا اور ۱۲ذی الحجہ اور ۱۳ذی الحجہ کا دن ہر اس خاندان کے لئے بہت ہی صبر آزما تھا جن کے متعلقین فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے بیت اللہ شریف گئے ہوئے تھے۔ ٹیلی فون پر اتنا رش تھا کہ ایک ایک گھنٹہ ٹیلیفون کی لائنیں ملتی نہیں تھیں۔ عجیب بات یہ ہے کہ اکثر حجاج کرام کو اس سانحہ کی اطلاع پاکستان میں اپنے رشتہ داروں سے ملیں۔ سوائے ان محدود لوگوں کے جو اس حادثہ کے وقت موجود تھے کسی کو اس واقعہ کی خبر تک نہیں تھی' کیونکہ اکثر حجاج کرام رات گئے مکہ مکرمہ پہنچے' رمی جمرات پر بھگدڑ کا یہ واقعہ پہلا نہیں ہے۔ گزشتہ تین سال قبل بھی اسی قسم کا واقعہ پیش آیا تھا' اس واقعہ کے بعد سعودی حکام نے پل کی توسیع کی' رمی جمرات کے اطراف میں قائم عمارتیں ختم کیں۔ رمی جمرات کے اردگرد دونوں طرف کی شاہراہوں کو چوڑا کیا اور ان پر ایئرپورٹ وغیرہ کی آمد و رفت بند کی' جس کی وجہ سے گزشتہ سال بہت اطمینان سے گزرا اور کسی قسم کی بدمزگی نہیں ہوئی۔ اس سال بھی پہلا دن جس میں سب سے زیادہ رش ہوتا ہے خیریت سے گزرا اور کسی قسم کی بھگدڑ وغیرہ نہیں ہوئی۔ دوسرا دن بھی خیریت سے گزر گیا اور تیسرے دن کا اصل وقت جو کہ ساڑھے بارہ بجے سے دو بجے تک کا ہوتا ہے خیریت سے گزر گیا اور رمی کرنے والوں کا ایک بہت بڑا حصہ خیریت سے رمی کر کے گزر گیا۔ بہت سارے لوگوں نے واپس آ کر بتایا کہ رمی بہت آرام سے ہو رہی ہے' اس لئے رمی کر لیں' اچانک دو بجے کے بعد ایسی کیا آفت آ پڑی کہ منٹوں میں سینکڑوں آدمی کچل گئے اور ایسا سانحہ پیش آیا جس کی وجہ سے پوری دنیا میں مسلمانوں کو نہ صرف افسردہ ہونا پڑا بلکہ ایک طرف سے غیر مسلموں کے سامنے بہت زیادہ سبکی بھی ہوئی اور دین دشمن قوتوں کو مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈہ کا بھی موقع ملا۔ عام طور پر اس حادثہ کی تمام تر ذمہ داری حجاج کرام کی بدنظمی اور جلد بازی پر ڈالی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ چونکہ اکثر حجاج کرام مسائل سے ناواقف ہوتے ہیں اور عجلت اور جلد بازی کر کے ایک دوسرے سے سبقت حاصل کرنا چاہتے ہیں اور بھگدڑ کے موقع پر ان میں صبر و تحمل کا فقدان ہوتا ہے' اس لئے اس قسم کے المناک سانحات پیش آجاتے ہیں' اس میں کوئی شک نہیں کہ حادثات میں ایک عمل یہ بھی ہے لیکن یہ اتنا بڑا عمل نہیں کہ صرف اس کو ہی حادثہ کا اصل سبب قرار دیکر تمام دوسرے عوامل کی طرف سے صرف نظر کر لیا جائے اور کسی اور کو اس کا ذمہ دار قرار نہیں دیا جائے' جیسا کہ سعودی عرب کے وزیر داخلہ اور وزیر حج نے اپنے بیانات میں کہا ہے کہ یہ حادثہ تقدیر الٰہی اور حجاج کرام کی بدنظمی اور جلد بازی کی وجہ سے پیش آیا۔ کیونکہ اگر صرف اسی ہی کو حادثہ کا اصل سبب قرار دیا جائے تو پھر اس قسم کے حادثات متعدد بار پیش آنے چاہئیں اور ہر جگہ پیش آنے چاہئیں کیونکہ حج کے پانچ دن میں جو ارکان ادا کئے جاتے ہیں وہ تمام کے تمام ایک وقت میں ادا کئے جاتے ہیں۔ سب سے پہلا مرحلہ منیٰ کی روانگی کا ہے ۸ذی الحجہ کو بیس لاکھ حجاج کرام نے ایک ہی وقت میں مکہ مکرمہ سے منیٰ کی طرف منتقل ہونا ہے۔ پھر عرفات کا رکن جو حج کا سب سے اہم رکن ہے اور اس میں صرف بیس لاکھ نہیں بلکہ اس سے بھی زائد افراد شریک ہوتے ہیں' کیونکہ مکہ کے اکثر افراد صرف حج کا یہی رکن ادا کرنے کے لئے عرفات جاتے ہیں۔ باقی وقت وہ مکہ مکرمہ میں گزارتے ہیں اور اس کا وقت ظہر کے بعد سے شروع ہو کر مغرب تک رہتا ہے' لیکن یہ مرحلہ بھی حجاج کی ناواقفی اور بدنظمی کے باوجود خیریت سے گزر جاتا ہے' پھر مزدلفہ سے پہلے دن شیطان کو کنکریاں مارنے کے لئے ۱۰ذی الحجہ کو بیس لاکھ فرزندان توحید ایک ہی راستہ سے سامان سے لدے ہوئے' بڑے شیطان کا رخ کرتے ہیں اور ان کو صبح ہی صبح رمی کے لئے پہنچنا ہے تاکہ وہ رمی کر کے قربانی کریں اور حلق کرا کر احرام اتاریں' یہ مرحلہ بھی خیریت سے گزر جاتا ہے اور تمام تر ہجوم اور بدنظمی کے باوجود حجاج کرام ایک دوسرے کا خیال کرتے ہوئے اس فریضہ کو ادا کرتے ہیں۔ تیسرے دن جبکہ صرف اور صرف رمی کر کے حجاج کرام نے مکہ مکرمہ جانا ہے' اس قسم کے حادثات کیوں پیش آتے ہیں؟ اس پر سوچنے کی ضرورت ہے اور اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے حجاج کرام کی تربیت کے ساتھ سعودی حکومت کو اپنے انتظامات پر نظر ثانی کی بھی ضرورت ہے۔

ہماری رائے میں ابھی تک سعودی حکومت نے شیطان کے اطراف کی عمارتوں کو اس انداز سے نہیں گرایا جس کی وجہ سے راستہ میں پوری طرح کی کشادگی ہو جائے۔ شیطان کو جانے والے راستوں میں عین درمیان میں ابھی چند عمارتیں ایسی قائم ہیں' جس کی وجہ سے راستہ میں رکاوٹیں ہوتی ہیں۔ ان عمارتوں کو گرانا بہت ضروری ہے' پتہ نہیں اطراف کی عمارتوں کو گرانے کے باوجود ان عمارتوں کو کیوں باقی رکھا گیا ہے؟ اس طرح شیطان کو جانے والے راستہ کے پل سے پہلے قضائے حاجت کے لئے بہت سارے بیت الخلا بنائے گئے ہیں' یہ بھی راستہ میں رکاوٹ بنتے ہیں' ان کے لئے متبادل جگہ تلاش کرنی چاہئے۔ رمی جمرات کی طرف جانے والے راستوں میں ابھی تک لوگوں کی سکونت اختیار کرنے کا مرحلہ ختم نہیں ہوا ہے۔ اس سلسلہ کو بند کرنے کے لئے تمام دنیا کی حکومتیں مل جل کر کوئی حل نکالیں' کیونکہ راستہ کی تنگی

میں یہ سب سے بڑا سبب ہے۔ خاص طور پر پیدل چلنے والا راستہ ان لوگوں کی وجہ سے بالکل بند ہو کر رہ جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے اکثر ہجوم میں بد نظمی پیدا ہوتی ہے' سعودی حکومت اس پر پابندی عائد کرے اور سختی سے اس پر عمل کرائے۔ سب سے اہم بات جس کی وجہ سے حجاج کرام میں بد نظمی اور جلد بازی پیدا ہوتی ہے' وہ ٹرانسپورٹ کا انتظام ہے' سعودی حکومت کی طرف سے لازمی طور پر ہر حاجی سے ٹرانسپورٹ کے سلسلے میں رقم وصول کرلی جاتی ہے۔ عام طور پر جدہ سے مکہ کا کرایہ بیس سے پچیس ریال فی حاجی ہے' اس مد میں بھی زیادہ رقم وصول کی جاتی ہے۔ منیٰ' عرفات' مزدلفہ میں اگر انفرادی طور پر حاجی جائے تو پچاس سے سو ریال کے اخراجات آتے ہیں۔ سعودی حکومت ۱۸۰ ریال اس سلسلے میں وصول کرتی ہے' مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کا کرایہ ۴۰ ریال سے ۵۰ ریال تک ہے' سعودی حکومت ۹۰ ریال اس سلسلے میں وصول کرتی ہے۔ حجاج کرام کو بار بار یہ باور کرایا جاتا ہے کہ حکومتی ٹرانسپورٹ کو اختیار کریں' آپ نے رقم دی ہوئی ہے اور اس کی ذمہ داری ہے کہ وہ آپ کو پہنچائے۔ ہر معلم کو بیس سے تیس بسیں دی جاتی ہیں' ایک بس میں پچاس آدمی آتے ہیں اور ہر معلم کے پاس تقریباً "پانچ ہزار حاجی ہوتے ہیں' ہر حاجی کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ پہلے مرحلے میں ارکان ادا کرکے بسوں کی سہولت حاصل کرے۔ معلم ۸ ذی الحجہ کے بجائے ۷ ذی الحجہ کی شام سے حجاج کرام کو منیٰ کی طرف لے جانا شروع کردیتے ہیں' اس طرح عرفات کے ۳ دن کے لئے ۸ ذی الحجہ کی رات سے لے جانا شروع کردیئے جبکہ وقوف عرفات کا اصل وقت ہی عصر کے بعد شروع ہوتا ہے اور سب سے قیمتی وقت دعا کا ہے' حاجی اس لئے اس سے محروم ہو جاتا ہے کہ بس میں اس کو جگہ نہیں ملے گی اور پھر وہ رات بھر پریشان رہے گا' یہی صورتحال آخری دن ہوتی ہے۔ ظہر کے بعد اس کا وقت شروع ہوتا ہے' معلمین صبح نو بجے سے بسیں کھڑی کردیتے ہیں کہ مکہ مکرمہ جانا ہے' حاجی کہتا ہے کہ ظہر کے بعد وقت شروع ہوگا' رش ہوگا۔ وہ کہتا ہے کہ میری ذمہ داری نہیں' میں نے ظہر کے وقت سے واپس لے جانا ہے' کیونکہ تمام حجاج کرام کو میں نے مکہ پہنچانا ہے۔ حجاج کرام پر گھبراہٹ اور جلد بازی شروع ہو جاتی ہے' بسوں کے ان چکروں میں وہ جلدی جلدی رمی کرنا چاہتے ہیں' جس کی وجہ سے یہ حادثات پیش آجاتے ہیں۔ اس طرح حاجی کو یہ باور کرایا جاتا ہے کہ اگر مغرب تک منیٰ سے نہ نکلے تو رات کو منیٰ میں ٹھہر کر تیرھویں ذی الحجہ کا دن بھی منیٰ میں گزارنا ہوگا۔ حالانکہ مسئلہ کی رو سے ایسی کوئی بات نہیں' معلمین کی یہ گھبراہٹ اور راستہ میں بیٹھے ہوئے حجاج کرام کی مسلسل واپسی اور پولیس کی طرف سے بعض دفعہ بے جا بندش سے جیسا کہ موجودہ واقعہ میں ہوا ہے کہ پولیس پل پر جانے والوں کو روک روک کر پل پر بھیج رہی تھی اور جب پل کے اوپر بد نظمی ہوتی ہے تو پہلے راستہ میں لاکھوں لوگوں کو پولیس نے آگے جانے سے روکا ہوا تھا۔ اور لاکھوں افراد جلد بازی کے خوف سے پیچھے کی طرف پلٹے تو آپس میں تصادم کی وجہ سے لوگ گر پڑے' اگر ہجوم پیچھے رکا ہوا نہ ہوتا اور تسلسل سے چل رہا ہوتا تو ایسی صورتحال پیش نہ آتی۔ اس لئے سعودی حکومت پہلے مرحلے پر ٹرانسپورٹ کے انتظامات کے سلسلے میں نظر ثانی کرے اور معلمین کو اتنی بسیں فراہم کرے کہ حجاج کرام ایک دو مرحلے میں بغیر کسی جلد بازی کے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو جائیں۔ تیسرے دن رمی کا وقت ظہر کے بعد سے شروع ہوتا ہے' بسیں ۴ بجے سے پہلے معلمین کو فراہم نہ کی جائیں' بلکہ پابندی عائد کی جائے کہ بسیں ظہر سے پہلے منیٰ میں داخل نہ ہوں۔ معلمین کو پابند کیا جائے کہ ۴ بجے کے بعد حجاج کرام کو مکہ مکرمہ منتقل کرنے کا کام شروع کریں۔ اس طرح عرفات کے میدان میں پابند کیا جائے کہ مغرب سے پہلے حجاج کرام کو بسوں پر نہ بٹھائیں' جس طرح پہلے دن رمی جمرات کی جگہ خالی رکھی جاتی ہے۔ اطراف میں کسی کو بیٹھنے نہیں دیا جاتا اسی طرح تیسرے دن بھی اطراف کی جگہ کو خالی رکھا جائے اور حجاج کرام کو شیطان کی طرف جانے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔ باقی ماندہ عمارتوں خاص کر راستہ میں قائم تین چار عمارتوں کو فوری طور پر ختم کیا جائے۔ پل پر جانے والوں کو جو تھوڑی تھوڑی دیر بعد روکا جاتا ہے اس سے تصادم کا اندیشہ ہوتا ہے اس کا کوئی متبادل انتظام تجویز کیا جائے۔ تمام ممالک اسلامیہ حجاج کرام کی تربیت کا خاص طور پر اہتمام کریں' مغرب تک وقت جو بتایا جاتا ہے اس کی وضاحت کی جائے تاکہ حجاج کرام کے ذہنوں میں جلد بازی کا جو تصور ہوتا ہے وہ ختم ہو جائے۔ اکثر معلمین ہی نہیں سعودی حکومت کی طرف سے بار بار اعلان ہوتا ہے کہ مغرب تک وقت رمی کا ہوتا ہے' اس اعلان کو بند کرایا جائے۔ اسی طرح حکومت نے بینک کے ذریعے قربانی کا انتظام کیا ہے' بینک والے قربانی کا وقت جلدی جلدی دے دیتے ہیں۔ حجاج کرام کو قربانی سے پہلے رمی کرنی ہوتی ہے وہ قربانی کے وقت سے پہلے رمی کرنے کے چکر میں جلد بازی کا مظاہرہ کرتا ہے یا تو بینک کا ایسا انتظام ہو کہ رمی کے بعد اس کو مطلع کیا جائے وہ پھر قربانی کرے اور اس کی اطلاع حجاج کرام کو دے تاکہ وہ حلق کراسکیں یا اس سلسلے کو بند کیا جائے اکثر بد نظمی اس کی وجہ سے بھی پیدا ہوتی ہے۔ اسی طرح سعودی حکومت کی جانب سے مسائل بتانے کے لئے جگہ جگہ لوگ متعین ہیں جو اسپیکر پر مسائل بتاتے ہیں۔ حج پر جانے والے مختلف مسالک سے تعلق رکھتے ہیں یہ بغیر مسلک پوچھے حجاج کرام کو اپنے مسلک کے مطابق مسائل بتاتے ہیں یا تو ان کو پابند کیا جائے کہ وہ امام اعظم امام ابو حنیفہ' امام شافعی' امام مالک' اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کے مسلک کے مطابق ہر مسئلہ کی تشریح کیا کریں' یا حاجی سے پوچھ لیں کہ اس کا تعلق کس مسلک سے ہے' اس کے مطابق اس کو مسئلہ بتائیں تاکہ ان کا حج خراب نہ ہو یا مسائل بتانے کا یہ سلسلہ بند کردیں' حاجی اپنے ملک سے اپنے مسلک کے مطابق مسائل یاد کرکے یا تربیت کرکے گیا ہوتا ہے۔ یہ حضرات ان کو دوسرے مسلک کے مطابق مسائل بتاتے ہیں یا کتابیں دیتے ہیں' جس کی وجہ سے حاجی تضاد کا شکار ہوتا ہے اور پریشانی میں مبتلا ہوتا ہے' اس کا سدباب بھی بہت ضروری ہے۔

ان تمام امور کے باوجود اس میں کوئی شک نہیں کہ سعودی حکومت جو کہ اس سلسلے میں جو مثالی اقدامات کرتی ہے وہ لائق تحسین ہیں' تمام ممالک اسلامیہ کو اس سلسلے میں حکومت سعودیہ کا ممنون ہونا چاہئے اور ان کے ساتھ تعاون کرنا چاہئے۔ اس لئے کہ مجمع میں اس قسم کے معمولی واقعات کوئی حیثیت نہیں رکھتے لیکن اس کے باوجود اس قسم کے واقعات سے سعودی حکومت کے انتظامات پر حرف آتا ہے' اس لئے سعودی حکومت کو تمام ممالک اسلامیہ کے مستند علماء کرام کی ایک کمیٹی تشکیل دے کر ان مسائل پر غور کرنا چاہئے یا رابطہ عالم اسلامی کی فقہی کونسل کو یہ ذمہ داری سونپی جائے۔ اللہ تعالیٰ حجاج کرام کے حج کو قبول فرمائے اور سعودی حکومت کو حجاج کرام کی خدمات کا بہترین جزائے خیر عطا فرمائے۔ (آمین)

قادیانیت............ تحریف قرآن

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

قادیانی رحمۃ للعالمین

مسلمانوں کا بچہ بچہ جانتا ہے کہ رحمتہ للعالمین' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ ممتاز لقب ہے جو اولین و آخرین میں سے نہ کسی کو عطا ہوا' نہ ہوگا۔ ارشاد خداوندی ہے:

وما ارسلناک الا رحمتہ للعلمین (سورہ انبیاء آیت ۱۰۷)

ترجمہ: "اور نہیں بھیجا ہم نے تجھ کو مگر رحمت واسطے عالموں کے۔" (ترجمہ شاہ رفیع الدین")

عرض کیا گیا یارسول اللہ! ان کافروں پر بددعا فرمایئے' ارشاد ہوا:

انی لم ابعث لعانا" انما بعثت رحمتہ (صحیح مسلم)

ترجمہ: "میں لعنت برسانے کے لئے نہیں بھیجا گیا' میں تو رحمت بن کر مبعوث ہوا ہوں۔"

ایک اور حدیث میں ہے **انما انا رحمتہ مھداۃ** یعنی میں تو سراپا رحمت ہوں' جو عطیہ ربانی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر ص ۲۰۱) حافظ ابن کثیر آیت موصوفہ بالا کے تحت لکھتے ہیں:

یخبر تعالی ان اللہ جعل محمدا" صلی اللہ علیہ وسلم رحمتہ للعالمین' ای ارسلہ رحمتہ لھم کلھم

(یعنی اللہ تعالی خبر دیتے ہیں کہ اللہ تعالی نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمتہ للعالمین بنایا' یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب کے لئے سراپا رحمت بنا کر بھیجا ہے۔)

حفیظ جالندھری نے خوب کہا۔

محمدﷺ کو دنیا صادق الوعدوا میں کہدے
وہ بندہ جس کو رحمان رحمتہ للعالمین کہدے

مرزا غلام احمد' چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام خصائص و کمالات اور مناقب و مفاخر کو قادیان منتقل کرنے کے درپے تھے اس لئے بزعم خود رحمتہ للعالمین بننے کے لئے موصوف نے اس آیت میں تحریف کی اور اسے اپنی ذات پر چسپاں کرلیا' حقیقتہ الوحی ص ۸۲ پر لکھتے ہیں **وما ارسلناک الا رحمتہ للعالمین** "ہم نے تجھے تمام دنیا پر رحمت کرنے کے لئے بھیجا ہے۔"

مرزا صاحب نے اس تحریف سے ایک تو یہ ثابت کیا کہ رحمتہ للعالمین' حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص لقب نہیں' بلکہ یہ لقب تو خود ان کا اپنا ہے۔ اور دوسرے یہ کہ سورہ انبیاء کی مندرجہ بالا آیت کا مصداق (معاذاللہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں بلکہ مرزا جی بالقابہ ہیں۔ اسے کہتے ہیں "بیک کرشمہ دوکار" قادیانی امت کو مرزا جی کی شکل میں ایک نیا رحمتہ للعالمین دستیاب ہوا تو چودہ طبق روشن ہوگئے اور پوری امت مسلمہ کو تحدی آمیز دعوت کا اعلان ہوا:

"اے مسلمان کہلانے والو! اگر تم واقعی اسلام کا بول بالا چاہتے ہو اور باقی دنیا کو اپنی طرف بلاتے ہو (اپنی طرف بلانا تو مرزا ئے قادیان کا مشغلہ ہے یا ان کی ذریت کا وظیفہ' یہ انہی کو مبارک ہو۔ مسلمان کسی کو "اپنی طرف" نہیں بلاتے' بلکہ ساری دنیا کو بشمول قادیانی امت کے۔ حضرت خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بلاتے ہیں' کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی آخری نبی ہیں) تو پہلے خود سچے اسلام کی طرف آجاؤ جو مسیح موعود (مرزا صاحب) میں ہوکر ملتا ہے' اسی کے طفیل آج برو تقویٰ کی راہیں کھلتی ہیں' اسی کی پیروی سے انسان فلاح و نجات کی منزل مقصود پر پہنچ سکتا ہے۔ وہ وہی فخر اولین و آخرین ہے جو آج سے تیرہ سو برس پہلے رحمتہ للعالمین بن کر آیا تھا' اب اپنی تکمیل تبلیغ کے ذریعہ ثابت کیا گیا کہ واقعی اس کی دعوت جمیع ممالک و ملل عالم کے لئے تھی۔ فصلی اللہ علیہ وسلم۔" (الفضل قادیان ۲۶ ستمبر ۱۹۱۵ء)

دیکھا قادیانی دعوت کا زور؟ اور قادیانی رحمتہ للعالمین کی برکات کا ظہور؟ "الفضل" کی عبارت ایک بار پھر پڑھئے اور خط کشیدہ الفاظ کے مضمرات پر غور فرمایئے:

الف : الفضل کا انکشاف ہے کہ مرزا جی کے آتے ہی مسلمان' مسلمان نہیں رہے' بلکہ صرف "مسلمان کہلانے والے" بن گئے' مرزا جی کا آنا تھا کہ دنیا بھر کے اولیاء و اقطاب' علماء و صلحا اور عام مسلمان بیک جنبش قلم کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار پائے' کیونکہ:

"ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا' یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا اور یا محمد کو مانتا ہے پر مسیح موعود کو

نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔" ذرا موسیٰ' عیسیٰ اور محمد (علیہم السلام) کے الفاظ جس انداز تعظیم سے ذکر کئے گئے ہیں اس پر بھی نظر رکھئے' اور ان اولوالعزم رسولوں کے ساتھ مرزا صاحب کا بے جوڑ پیوند لگانا بھی مد نظر رکھئے۔ قادیانی منطق یہ ہے کہ جس طرح عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کے بعد صاحب زمان رسول وہی تھے اس وقت صرف موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانا اور ان کی پیروی کرنا موجب نجات نہیں تھا اور جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد وہی صاحب زمان تھے اور موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام پر ایمان لانا اور ان کی شریعت پر عمل کرنا کفیل نجات نہیں تھا' ٹھیک اسی طرح مرزا جی کے دعویٰ نبوت کاذبہ کے بعد اب

صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا اور آپ کی پیروی و اطاعت کرنا موجب نجات نہیں دوسرے الفاظ میں اب صاحب زماں رسول' حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہیں بلکہ مرزا صاحب ہیں' لہٰذا جو ان کو نہیں مانتا وہ پکا کافر ہے۔ (کلمتہ الفصل ص ۱۱۰ از مرزا بشیر احمد قمرالانبیاء قادیانی)

ب : "الفضل" کا دوسرا انکشاف یہ ہے کہ اب مرزا صاحب کا خرافاتی دین ہی "سچا اسلام" ہے' محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا دین' جس کو مسلمان ہمیشہ سے مانتے چلے آئے ہیں اور اس پر عمل کرتے چلے آئے ہیں' وہ سچا اسلام نہیں۔ گویا مرزا جی کا مشن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین اسلام کی تصدیق نہیں بلکہ تکذیب و تنسیخ تھا' وہ دنیا کو یہ بتانے کے لئے نہیں آئے تھے کہ مسلمانوں کا مذہب سچا ہے' بلکہ یہ دکھانے کے لئے آئے کہ تیرہ صدیوں سے مسلمان جس دین پر عمل پیرا ہیں وہ معاذاللہ جھوٹا ہے' مثلاً "عقیدہ ختم نبوت جھوٹ' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت نہ ملنے کا عقیدہ جھوٹ' عیسیٰ علیہ السلام کے رفع و نزول کا عقیدہ جھوٹ' نزول ملا ئکہ کا عقیدہ جھوٹ۔ وغیرہ وغیرہ الغرض مرزا صاحب کے نزدیک اسلام میں جھوٹ ہی جھوٹ ہے' جو کچھ خود انہوں نے کہہ دیا وہ سچ' باقی سب جھوٹ' اسلام کی جو بات ان کی خواہش کے خلاف ہو وہ غلط۔

ج : "الفضل" کا تیسرا انکشاف یہ ہے کہ آج قادیانی رحمتہ للعالمین ہی کے طفیل برو تقویٰ کی راہیں کھلتی ہیں...... اور اسی کی پیروی فلاح و نجات کی کفیل ہے۔ گویا مرزا صاحب نے آتے ہی نبوت محمدیہ کی بساط لپیٹ کر رکھ دی' اب برو تقویٰ کی راہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ نہیں بلکہ مرزا صاحب کے ذریعہ کھلے گی' اب مدار نجات حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت نہیں بلکہ مرزا صاحب کی پیروی ہے' جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے حضرت موسیٰ و عیسیٰ (علی نبینا و علیہما الصلوۃ والسلام) کا دور ختم ہوا' اسی طرح مرزا جی کی آمد سے دور محمدی ختم ہوا' اب یہ مرزا جی کے رحم و کرم پر ہے کہ شریعت محمدیہ کے کسی حکم کو باقی رکھیں یا نہ رکھیں' اور قرآن کا مفہوم جو چاہیں بیان کریں۔ قادیانی امت کے لئے اس سے بڑھ کر رحمت اور کیا ہو سکتی ہے کہ اسے تیرہ سو سال پرانے رحمتہ للعالمین کی جگہ نیا تازہ رحمتہ للعالمین' نیا تازہ قرآن اور نیا تازہ دین مل جائے؟

د : "الفضل" کا چوتھا انکشاف یہ ہے کہ وہ (مرزا صاحب) وہی فخر اولین و آخرین ہے جو آج سے تیرہ سو برس پہلے رحمتہ للعالمین بن کر آیا تھا۔ ہمارے ناظرین کو اس فلک سیر لن ترانی پر تعجب نہیں ہونا چاہئے' قادیانی امت القاب کے عطیوں میں بڑی فیاض ہے' مرزا صاحب تو خیر پھر مرزا صاحب تھے ان کے گھر کوئی "مولود مسعود" پیدا ہوتا تو وہ بھی "فخر رسل' قمرالانبیاء' مظہرالحق والعلاء اور گویا خدا آسمان سے اتر آیا ہے" کم القاب پر قانع نہیں ہوتا تھا (لطیفہ : ۱۸۸۶ء میں مرزا جی' جب پہلے پہل الہامی اکھاڑے میں اتر کر مبارزت طلب ہوئے تو ایک اشتہار شائع کیا جس میں دیگر الٹی ٹپ پیش گوئیوں کے علاوہ اپنے یہاں ایک مولود مسعود "عموائیل عرف چراغ دین" کی پیدائش کی خوشخبری سنائی۔ (مرزا صاحب کی اہلیہ ان دنوں امید سے تھیں) اور ڈیڑھ صفحہ اس کے القاب و مناقب میں سیاہ کیا' مرزا صاحب ساری عمر اس "کلمتہ اللہ" کے لئے چشم براہ رہے مگر آخری لمحہ حیات تک ان سے یہ طے نہ ہو سکا کہ وہ دین کا چراغ کب روشن ہوا اور کب گل ہوا' تماشائے قدرت یہ کہ مرزا صاحب اپنے جس لڑکے پر اس خوشخبری کو فٹ کرتے اس کی زندگی کا چراغ کچھ دن بعد گل ہو جاتا۔ بالآخر ۱۹۰۸ء میں خود مرزا جی کا پیمانہ عمر لبریز ہو گیا' مگر عموائیل کو آنا تھا نہ آیا۔ وقد خاب من افتریٰ) اندریں صورت اگر قادیانی امت اپنے مراقی مسیح کو رحمتہ للعالمین' فخر اولین و آخرین' باعث تخلیق کائنات ایسے القاب سے نوازے تو کیوں تعجب کیجئے۔ البتہ اہل عقل و فہم کو قادیانی امت سے یہ سوال کرنے کا حق ہے کہ غلام مرتضیٰ کے گھر' محترمہ چراغ بی بی مرحومہ کے بطن سے پیدا ہونے والا غلام احمد نامی بچہ "تیرہ سو برس پہلے آنے والا رحمتہ للعالمین" کس منطق سے بن گیا؟ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات کے تیرہ سو برس بعد پیدا ہوئے؟ یا یہ عجیب و غریب بچہ اپنی پیدائش سے تیرہ سو برس پہلے پیدا ہو چکا تھا؟ جب دو شخصوں کے سن ولادت کے درمیان تیرہ سو برس کا فاصلہ ہے' ایک تیرہ سو برس پہلے اور دوسرا تیرہ سو برس بعد آتا ہے تو آخر "وہ وہی" کیسے ہو گیا؟ مرزا صاحب تو خیر اعصابی و دماغی مریض تھے' مراقی دورے میں اگر ان کے قلم و ذہن سے ایسی "معرفت کی باتیں" نکلیں تو اہل عقل کو چنداں تعجب نہیں ہوگا بلکہ انہیں "مرفوع القلم" سمجھ کر درگزر کیا جا سکتا ہے' مگر سوال یہ ہے کہ پوری کی پوری قادیانی امت بقائمی ہوش و حواس آواگون کے عارضہ میں

کیوں مبتلا ہے؟ (لطیفہ مرزا صاحب نے آخری عمر میں قادیانی امت کے لئے بہشتی مقبرہ کا محکمہ قادیان میں کھولا تھا (جو تقسیم کے بعد ربوہ میں منتقل ہوگیا) جو قادیانی صاحبان اس بہشتی مقبرہ میں جگہ خریدنا چاہیں قادیانی شریعت میں اس کی قیمت کل آمدنی کا ۱/۱۰ ادا کرنا پڑتی ہے۔ خریدار کی طرف سے جو وصیت نامہ اس کے لئے لکھا جاتا ہے اس میں خصوصیت کے ساتھ یہ الفاظ درج کئے جاتے ہیں "میں مسمی........ بقائمی ہوش و حواس........ وصیت کرتا ہوں الخ......" سوچنے کی بات یہ ہے کہ ان بھولے بھالے جنت کے خریداروں کی "بقائمی ہوش و حواس" مرزا صاحب کے الٹے تلے دعووں کو پڑھتے وقت کدھر چلی جاتی ہے؟ خود اسی بہشتی مقبرہ کو لیجئے' ان بیچاروں نے کبھی "بقائمی ہوش و حواس" اس پر بھی غور کیا کہ کیا قبر فروشی کی یہ اسکیم پہلے بھی کسی نبی نے جاری کی تھی؟ اور یہ کہ بہشتی مقبرہ کا انکشاف تو مرزا صاحب کو قادیان میں اپنے باغ کے ایک حصہ میں ہوا تھا' اب وہ قطعہ زمین قادیان سے ربوہ میں کیسے منتقل ہوگیا؟) کیا مرزا صاحب کی رحمتہ للعالمینی کا کرشمہ یہ بھی ہے کہ جو شخص ان کے دامان رحمت سے وابستہ ہوجائے وہ دین و دیانت کے ساتھ عقل و فہم اور دانش و خرد سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے؟ مرزا صاحب نے ازالہ اوہام میں بڑے طمطراق سے کہا ہے کہ آج فلسفہ و عقل کی ترقی کا دور ہے اس میں فلاں اسلامی عقیدہ قبول نہیں کیا جاسکتا ہے' لیکن افسوس ہے کہ ان کی امت اسی ترقی فلسفہ کے دور میں "وہ وہی ہے" کا مراقی فلسفہ پیش کرتی ہے' اور اسے یہ خیال تک نہیں گزرتا کہ کوئی دانشور اس چیستاں کو سن کر اس کی عقلی سطح کے بارے میں کیا رائے قائم کرے گا۔

ح : "الفضل" کا پانچواں انکشاف یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تیرہ سو برس بعد آخر پہلی بار مرزا صاحب نے یہ ثابت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت تمام اقوام و ملل کے لئے تھی۔ یعنی چشم بدور مرزا صاحب مراقی مسیحیت کے عارضہ میں مبتلا نہ ہوئے ہوتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت عامہ بھی ثابت نہ ہوتی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ بھی نامکمل رہ جاتی' کیونکہ نہ تو خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکمیل تبلیغ فرمائی' نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام نے' نہ تیرہ صدیوں کی پوری امت نے' جو کام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکر تیرہ صدی کی امت سے نہ بن پڑا وہ کام مرزا جی نے کر دکھایا۔

ایں کار از تو آید مرداں چنیں کنند

ظاہر ہے کہ اس کے بعد قادیانی امت کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی صحابیؓ کسی تابعیؒ اور کسی غوث و قطب کی مرزا صاحب کے مقابلہ میں کیا حیثیت رہ جاتی ہے؟ اسے کہتے ہیں **انا ولا غیری** (بس جو کچھ ہوں میں ہی ہوں۔ میرے سوا کچھ نہیں)

قادیانی رحمتہ للعالمین کی برکات کا باب بڑا وسیع ہے' پانچ برکتیں تو "الفضل" نے یکجا ذکر کردیں' ایک برکت مزید سن لیجئے۔

مرزا صاحب حقیقتہ الوحی ص ۲۲۴ میں لکھتے ہیں:

"حمامتہ البشریٰ (مرزا صاحب کی تصنیف) میں' جو کئی سال طاعون پیدا ہونے سے پہلے شائع کی تھی' میں لکھا تھا کہ میں نے طاعون پھیلنے کے لئے دعا کی ہے سو وہ دعا قبول ہو کر ملک میں طاعون پھیل گئی۔"

مرزا صاحب نے ایک دو جگہ نہیں' بیسیوں جگہ قحط' وبا اور زلزلوں کو اپنی مسیحیت کا نشان ٹھہرایا ہے یہ ان کی مسیحیت کا نشان تھا یا ان کے کذب و افترا کا؟ یہ بحث تو اپنی جگہ رہی' مگر یہ دعا ان کی نام نہاد رحمتہ للعالمینی پر برہان قطع ہے..... پوری صدی کی تاریخ شاہد ہے کہ مرزا صاحب کی آمد سے دنیائے کفر کا تو بال بیکا تک نہیں ہوا؟ ہاں ان کی دعا برکت سے کفر و الحاد' فسق و فجور' ظلم و عدوان' بدکاری و بے راہ روی اور ذلت و ادبار کو وہ ترقی ہوئی کہ الامان والحفیظ۔ اور جب سے وہ اس عالم وجود میں قدم رنجہ ہوئے صدق و صفا' امانت و حیاء' غیرت و شرافت اور امن عافیت کا ایسا جنازہ نکلا کہ انسانیت آج تک ماتم کناں ہے' یہ سب کی آنکھوں دیکھی چیز ہے جس کے لئے کسی عقلی استدلال کی حاجت نہیں' نہ تاج العروس کھولنے کی ضرورت ہے۔ اگر قادیانی رحمتہ اللعالمین' فخر اولین و آخرین کی یہی برکات ہیں تو اس سے توبہ ہی بھلی۔

O

گورنمنٹ تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں شبان ختم نبوت اسٹوڈنٹس کا انتخاب

گورنمنٹ کالج ربوہ میں شبان ختم نبوت اسٹوڈنٹس کا انتخاب عمل میں لایا گیا سابق صدر چوہدری وقاص احمد کی نگرانی میں عہدیدار چنے گئے:

(صدر) عنصر علی باجوہ
(نائب صدر) فیاض احمد بھٹی مانیکا
(جنرل سیکریٹری) شہزاد احمد چیمہ
(نائب سیکریٹری) صابر حسین بھٹی
(فنانس سیکریٹری) طاہر عباس شاہ
(سیکریٹری نشرواشاعت) رانا جاوید اقبال
(جوائنٹ سیکریٹری) قمر عباس کھرل

ان عہدیداروں نے کہا کہ ہم ختم نبوت کے لئے ہر قربانی کے لئے تیار ہیں۔ اور ہم انشاء اللہ ختم نبوت کا کام پورے علاقے میں کریں گے۔ قادیانی نوجوانوں کو غلط بیانی کرکے مرتد بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہم نوجوانوں کو ان کے کفریہ عقائد و عزائم سے آگاہ کریں گے' قادیانی ملک اور اسلام کے دشمن ہیں' یہودیوں کے ایجنٹ ہیں' چند دن پہلے کالج کے اسٹوڈنٹس نے قادیانیت سے تائب ہوکر اسلام قبول کیا ہے۔ اس موقع پر خطیب ربوہ حضرت مولانا غلام مصطفیٰ صاحب بھی موجود تھے۔

عبدالغفار گلگتی، متعلم جامعہ فاروقیہ

مرزا غلام احمد قادیانی...

خدا کا نبی یا انگریز کا کارندہ!

حضرات انبیاء کے نفوس قدسیہ ابتدا ہی سے کفر و شرک اور ہر قسم کے فحش اور منکر سے پاک اور منزہ ہوتے ہیں۔ شروع ہی سے وہ حنیف اور رشید ہوتے ہیں' فطری طور پر ہر بری بات سے متنفر اور بے زار ہوتے ہیں۔ نبی کے لئے ضروری ہے کہ وہ سرتاپا حق اور صادق ہو' اس کے قول میں' اس کے فعل میں' اس کی نیت میں' اس کے عزم اور ارادے میں کہیں کذب اور تخیل کا شائبہ اور نام و نشان بھی نہ ہو' لہٰذا یہ مناسب ہوا کہ نبی شاعر بھی نہ ہو' اس لئے کہ شاعر کا کذب اور شوائب سے پاک اور منزہ ہونا "اغلباً" اور "عادتاً" "تقریباً" ناممکن ہے' اس لئے ارشاد ہوا:

وما علمناہ الشعر وما ینبغی لہ (ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شاعری کا علم نہیں عطا کیا اور یہ علم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مناسب بھی نہیں۔)

حضرات انبیاء کے عقائد میں بھی غلطی نہیں ہوتی' قاضی عیاض رحمتہ اللہ علیہ شفا میں فرماتے ہیں:

"جان لے اللہ تعالیٰ ہم کو اور تجھ کو اپنی توفیق کی نعمت عطا فرمائے کہ جس چیز کا اللہ کی توحید اور معرفت اور ایمان اور وحی سے تعلق ہے وہ حضرات انبیاء علیہم السلام کو نہایت کامل اور واضح طریق سے معلوم ہوتی ہے۔ حضرات انبیاء کو خدا کی ذات و صفات کا علم یقینی ہوتا ہے' وہ معاذاللہ کسی چیز سے بے خبر نہیں ہوتے اور نہ ان کو اس بارے میں کوئی شک اور تردد ہوتا ہے اور وہ ہر اس چیز سے معصوم' پاک اور منزہ ہوتے ہیں جو اس کی معرفت اور یقین کے منافی ہو۔ اس پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے اور براہین قاطعہ اور دلائل واضحہ سے یہ ثابت ہوچکا ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے عقائد میں کوئی غلط نہیں ہوسکتی۔" (شفا قاضی عیاض ج ۲' ص ۸۸)

حضرت آدم علیہ السلام سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیاء علیہم السلام ان ہی مذکورہ صفات کے حامل تھے۔ خاتم النبیین سید الانبیاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے آخری نبی اور خاتم الانبیاء کی حیثیت سے مبعوث فرمایا۔ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کوئی نبی آئے گا اور نہ کوئی ان مذکورہ بالا صفات کا حامل ہونے کا دعویٰ کرسکتا ہے۔ اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو وہ کذاب ہے چاہے وہ برطانوی سامراج کا مبعوث کیا ہو انگریزی نبی مرزا غلام احمد قادیانی ہی کیوں نہ ہو۔

صلیبی جنگوں میں اقوام یورپ کو مسلمانوں کے ہاتھوں شکست اور ہزیمت کا سامنا ہوا' اس کے بعد سے انہوں نے جان لیا کہ جب تک مسلمانوں کے دلوں میں جذبہ جہاد موجود ہے وہ کبھی بھی مسلمانوں کو شکست نہیں دے سکتے۔ چنانچہ انہوں نے مسلمانوں کے دلوں سے جذبہ جہاد ختم کرنے کے لئے طرح طرح کے حربے آزمائے' اور جب برطانوی سامراج نے غیر منقسم برصغیر (پاک و ہند) میں اپنے قدم جمالئے تو اپنی حکومت کو مستحکم کرنے کے لئے ان کو ایک ایسے شخص کی ضرورت پڑی جو ان کا نمک خوار اور وفادار ہو اور جو جہاد جیسے اہم فریضے کو دعوائے نبوت کے ذریعے منسوخ کرے۔ وہ اپنے اس مقصد میں کامیاب بھی ہوگئے اور ان کو ایک شخص مل گیا جو ان کے معیار پر پورا اترتا تھا' یہ شخص مرزا غلام احمد قادیانی تھا' چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی نے درجہ بدرجہ مختلف دعوے کئے۔

دعویٰ نبوت کرکے اس نے جہاد کی منسوخی کا اعلان کردیا اور مسلمانوں کو انگریز کا وفادار بنانے کی کوشش کرنے لگا' چنانچہ وہ اپنی انگریز کے ساتھ وفاداری بیان کرتے ہوئے اور مسلمانوں کو انگریز کا وفادار بننے کی ترغیب دیتے ہوئے لکھتا ہے:

"اور گورنمنٹ پر پوشیدہ نہیں کہ ہم قدیم سے اس کی خدمت کرنے والے اور اس کے ناصح' خیرخواہوں میں سے ہیں' اور ہر ایک وقت پر دلی عزم سے ہم حاضر ہوتے رہے ہیں اور میرا باپ گورنمنٹ کے نزدیک صاحب مرتبہ اور قابل تحسین تھا اور اس سرکار میں ہماری خدمات نمایاں ہیں اور میں گمان نہیں کرتا کہ یہ گورنمنٹ کبھی ان خدمات کو بھلادے گی اور میرا والد مرزا غلام مرتضٰی ابن مرزا عطا محمد رئیس قادیان اس گورنمنٹ کے خیرخواہوں اور مخلصوں میں سے تھا اور ان کے نزدیک صاحب مرتبہ بھی تھا' اور صدر نشین باعث عزت سمجھا گیا تھا اور یہ گورنمنٹ اس کو خوب پہچانتی تھی اور ہم پر کبھی کوئی بدگمانی نہیں ہوئی بلکہ ہمارا

اخلاص تمام لوگوں کی نظروں میں ثابت ہو گیا اور حکام پر کھل گیا اور سرکار انگریزی اپنے ان حکام سے دریافت کرلے جو ہماری طرف آئے اور ہم میں رہے اور ہم نے ان کی آنکھوں کے سامنے کیسی زندگی بسر کی اور کس طرح ہم ہر ایک خدمت میں سبقت کرنے والے گروہ میں رہے۔" (نور الحق حصہ اول ۴۲'۲۸)

○ میں ابتدائی عمر سے اس وقت تک جو تقریباً" ساٹھ برس کی عمر تک پہنچا ہوں اپنی زبان اور قلم سے اس اہم کام میں مشغول ہوں تاکہ مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی محبت اور خیر خواہی اور ہمدردی کی طرف پھیروں اور ان کے بعض کم فہموں کے دلوں سے غلط خیال جہاد وغیرہ کے دور کروں جو ان کو دلی صفائی اور مخلصانہ تعلقات سے روکتے ہیں۔" (تبلیغ رسالت جلد ۷ ص ۱۰)

اور جہاد کو منسوخ کرتے ہوئے مرزا لکھتا ہے:

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دین کے لئے حرام ہے جنگ اور قتال
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد
(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۳۹)

چنانچہ مرزا کی دعوت پر بعض لوگوں نے لبیک کہا اور جہاد جیسے اہم فریضے سے جان چھڑالی اور مرزا کو نبی تسلیم کیا۔ یہ وہ لوگ تھے جو عقل سے بے بہرہ اور بصیرت ان سے سلب ہو چکی تھی۔ اگر وہ دل کی گہرائیوں اور ٹھنڈے دماغ سے اس کی سیرت و کردار کا جائزہ لیتے تو یہ بات ان پر روز روشن سے زیادہ واضح ہوتی کہ ایسا شخص نبی تو کیا ایک شریف انسان ثابت نہیں ہوتا' اس کے اندر انبیاء والی صفات تو کجا؟ وہ تو مجسم کذب تھا۔ تہذیب و شرافت سے نابلد اور غیر محرم عورتوں سے اختلاط میں دلچسپی لینے والا تھا' اس کا کلام تضادات کا مجموعہ تھا' وہ انبیاء اور صحابہ کی توہین کا مرتکب تھا۔ فحش اور اخلاق رذیلہ سے اسے دلی لگاؤ تھا۔ دجل اور فریب میں اسے کمال حاصل تھا' وہ کفریہ اور شرکیہ عقائد رکھتا تھا۔ ایسا شخص نبی تو کیا وہ اپنی تحریروں کی رو سے ایک پاکیزہ سیرت' شریف اور سچا انسان ثابت نہیں ہو سکتا۔

ہم آگے چل کر اپنے مذکورہ بالا دعاوی پر حوالے دیں گے' پہلے جھوٹ کے متعلق مرزا صاحب کے اپنے فتوے قارئین ملاحظہ کرلیں:

(۱) "تکلف سے جھوٹ بولنا گوہ کھانا ہے۔" (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۸)

(۲) "ایسا آدمی جو ہر روز خدا پر جھوٹ بولتا ہے اور آپ ہی ایک بات تراشتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ یہ خدا کی وحی ہے جو مجھ پر نازل ہوئی ہے' ایسا بدذات انسان تو کتوں' سوروں اور بندروں سے بدتر ہوتا ہے۔" (ضمیمہ براہین احمدیہ ج ۵' ص ۱۲۶'۱۲۵)

(۳) "جو کنجر ولد الزنا ہوتے ہیں وہ بھی جھوٹ بولتے ہوئے شرماتے ہیں۔" (شحنہ حق ص ۶۰)

اب ہم مرزا صاحب کے صرف تین جھوٹ تحریر کریں گے۔ قارئین کرام مرزا کے جھوٹ کو ان کے اپنے فتاویٰ کی روشنی میں دیکھیں:

(۱) "احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ وہ مسیح موعود صدی کے سر پر آئے گا اور وہ چودھویں صدی کا مجدد ہو گا۔" (روحانی خزائن ج ۲۱' ص ۲۰۵)

(۲) "اگر احادیث کے بیان پر اعتبار ہے تو پہلے ان احادیث پر عمل کرنا چاہئے جو صحت اور وثوق میں اس حدیث پر کئی درجہ بڑھی ہوئی ہیں۔ مثلاً" صحیح بخاری کی وہ احادیث جن میں آخری زمانے میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے' خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کے لئے آواز آئے گی کہ ہذا خلیفتہ اللہ المہدی اب سوچو کہ یہ حدیث کس پائے اور مرتبے کی ہے جو ایسی کتاب میں درج ہے جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔" (شہادۃ القرآن ص ۴۱)

(۳) "تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے۔ مکہ' مدینہ اور قادیان۔" (ازالہ اوہام بر حاشیہ ص ۳۴)

قارئین کرام! یہ سب مرزا صاحب کے وہ جھوٹ ہیں' جنہیں کوئی مرزائی احادیث صحیحہ سے ثابت نہیں کر سکتا کہ جن میں مسیح موعود کے چودھویں صدی کے سر پر آنے کے الفاظ وغیرہ موجود ہوں اور نہ ہی بخاری شریف میں کوئی اس قسم کی حدیث ہے اور نہ قرآن شریف میں قادیان کا ذکر موجود ہے۔ یہ سب مرزا صاحب کا افتراء ہے۔ نبی تو جھوٹ نہیں بولتا' وہ سرتاپا سچائی کا پیکر ہوتا ہے۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مکہ کے سامنے صفا پہاڑی پر چڑھ کر اپنی چالیس سالہ زندگی پیش کی تو سب نے بیک زبان ہو کر جواب دیا تھا ماوجدنا فیک الاصدقا

جبکہ مرزا صاحب کے کذب کو قارئین نے ان کے اپنے فتاویٰ کی روشنی میں ملاحظہ کر لیا ہے۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

نبی مہذب اور شریف ہوتا ہے جبکہ مرزا قادیانی تہذیب و شرافت سے نابلد اور شرم و حیاء سے عاری تھا۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قارئین کرام اس کی چند خرافات ملاحظہ کرلیں:

(۱) "یہ (مرزا کی لکھی ہوئی) وہ کتابیں جن کی طرف ہر مسلمان محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور ان کے معارف سے نفع اٹھاتا ہے اور مجھے قبول کرکے میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے' سوائے ان لوگوں کے جو بدکار عورتوں کی اولاد ہیں' جن کے دلوں پر اللہ نے مہر لگا رکھی ہے' چنانچہ وہ مجھے قبول نہیں کرتے۔" (نوٹ) ذریتہ البغایا کا ترجمہ خود مرزا صاحب نے کنجریوں کا بیٹا کیا ہے۔ (دیکھئے خطبہ الہامیہ ص ۴۹)

(۲) "دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہو گئے

اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں۔"
(نجم الہدیٰ' روحانی خزائن ج ۱۴' ص ۳)

(۳) مرزا صاحب اپنے متعلق فرماتے ہیں۔

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

قارئین کرام! اول الذکر گالی کو سامنے رکھتے ہوئے ذرا سوچ کر بتائیں کہ فضل احمد (مرزا غلام احمد قادیانی کا بیٹا) کون تھا؟ اس کی ماں کیسی تھی اور ایسی عورت جس کے گھر میں تھی' وہ حضرت کیسے تھے۔

ڈھیٹ و بیشرم اور بھی ہیں عالم میں مگر
سب سے سبقت لے گئی ہے بیحیائی آپ کی

اسی طرح کسی نبی نے کبھی کسی غیر محرم عورت سے خلوت نہیں کی جبکہ مرزا صاحب تنہائی میں پوری رات یا نصف رات نامحرم عورتوں کے ساتھ ہوتے تھے۔ چنانچہ مرزا غلام احمد کا بیٹا سیرۃ المہدی حصہ سوم ص ۲۷۳ میں تحریر کرتا ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ مجھ سے میری لڑکی زینب نے بیان کیا کہ میں تین ماہ کے قریب حضرت اقدس علیہ السلام (مرزا صاحب) کی خدمت میں رہی ہوں گرمیوں میں پنکھا وغیرہ اور اسی طرح کی خدمت کرتی تھی۔ بسا اوقات ایسا ہوتا کہ نصف رات یا اس سے زیادہ پنکھا ہلاتے ہوئے گزر جاتی تھی' مجھ کو اس اثناء میں کسی قسم کی تکان اور تکلیف محسوس نہیں ہوتی تھی بلکہ خوشی سے دل بھر جاتا تھا' دو دفعہ ایسا موقعہ آیا کہ عشاء کی نماز سے لیکر صبح کی اذان تک مجھے ساری رات خدمت کرنے کا موقع ملا پھر بھی اس حالت میں مجھ کو نہ نیند نہ غنودگی اور تھکان معلوم ہوئی بلکہ خوشی اور سرور پیدا ہوتا تھا...... حضور نے فرمایا کہ زینب اس قدر خدمت کرتی ہے کہ ہمیں اس سے شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔"

ایک اور لڑکی عائشہ نامی جو کنواری دوشیزہ تھی' پندرہ سال کی عمر میں مرزا صاحب کی خدمت میں بھیجی گئی۔ تقریباً" دو سال مرزا صاحب کی خدمت میں رہی اور ان کے پاؤں دبایا کرتی تھی۔

"حضور کو مرحومہ کی خدمت (پاؤں دبانے کی) بہت پسند تھی' حضور نے ایک دفعہ مرحومہ کو دعا دے کر فرمایا' اللہ تجھے اولاد دے' حضور کی دعا سے مرحومہ کے پیچھے بچے ہوئے' ایک لڑکی اور پانچ لڑکے۔" (الفضل ۲۰ مارچ ۱۹۲۸ء)

مرزا صاحب کے جھوٹے ہونے کی بہت سی نشانیاں ہیں جیسے اس کا شاعر ہونا' ۸۴ کے لگ بھگ کتابوں کا مصنف ہونا' اس کا فضل احمد' فضل الہٰی اور گل علی شاہ سے تعلیم حاصل کرنا وغیرہ۔ لیکن ان کو ہم نے مضمون کے طوالت کے خوف سے ترک کردیا ہے۔

اسی طرح اس کے جھوٹے ہونے کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ مرزا وعدہ خلافی کرتا تھا جب کہ کسی بھی نبی سے وعدہ خلافی کرنا ثابت نہیں۔

مرزا صاحب کی وعدہ خلافی ملاحظہ کرلیجئے:

مرزا صاحب نے لوگوں سے پچاس جلدوں کی قیمت وصول کرکے ان سے وعدہ کیا کہ وہ پچاس جلد ہی لکھ دے گا' اور بعد میں اس نے وعدہ یوں پورا کیا دیکھئے اس کا اپنا بیان "یہ وہی براہین احمدیہ ہے جس کے چار حصے طبع ہوچکے ہیں' بعد اس کے ہر صفحے پر براہین احمدیہ کا حصہ پنجم لکھا گیا' پہلے پچاس حصے لکھنے کا ارادہ تھا' مگر پچاس سے پانچ پر اکتفاء کیا گیا اور چونکہ پچاس اور پانچ کے عدد میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے' اس لئے پانچ حصوں سے وہ وعدہ پورا ہوگیا۔"
(دیباچہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۷)

قارئین کرام! انبیاء کرام کا کلام تناقضات سے پاک ہوتا ہے جبکہ مرزا صاحب کا کلام مجموعہ تناقضات تھا۔ اس کے تناقضات کا مطالعہ کرنے کے لئے مولانا مشتاق احمد صاحب چنیوٹی کی کتاب "تضادات مرزا قادیانی" ملاحظہ فرمائیں جس میں مولانا مشتاق صاحب نے مرزا کے ۱۵۲ تضادات جمع کئے ہیں۔ ہم یہاں صرف اس کے تین تناقضات پر اکتفا کرلیتے ہیں' لیکن پہلے مرزا صاحب کا فتویٰ متناقض بیانوں کو جمع کرنے کے بارے میں ملاحظہ کرلیں:

(۱) "صاف ظاہر ہے کہ عقلمند اور صاف دل انسان کے کلام میں ہرگز تناقض نہیں ہوتا' ہاں اگر کوئی پاگل اور مجنون ہو کہ خوشامد کے طور پر ہاں میں ہاں ملادیتا ہو' اس کا کلام بے شک متناقض ہوتا ہے۔" (ست بچن ص ۳۱)

(۲) "اس شخص کی حالت ایک مخبوط الحواس شخص کی حالت ہے جو ایک کھلا تناقض اپنے کلام میں رکھتا ہے۔" (حقیقت الوحی ص ۱۸۴)

اب قارئین کرام! مرزا صاحب کے تناقضات ملاحظہ کرلیں:

(۱) "میں حلفاً" کہہ سکتا ہوں کہ میرا یہی حال ہے کوئی ثابت نہیں کرسکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہو۔" (ایام الصلح ص ۱۶۸، ۱۵۳)

جبکہ کتاب البریہ صفحہ ۱۴۴ تا صفحہ ۱۵۰ میں مرزا نے خود اپنی تعلیم کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:

"بچپن کے زمانے میں میری تعلیم اس طرح پر ہوئی کہ جب میں چھ سات سال کا تھا تو ایک فارسی خواں معلم میرے لئے نوکر رکھا گیا' جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں پڑھائیں اور اس بزرگ کا نام فضل الٰہی تھا اور جب میری عمر دس برس کی ہوئی تو ایک عربی خواں مولوی صاحب میری تربیت کے لئے مقرر کئے گئے جن کا نام فضل احمد تھا۔"

(۲) "قادیان طاعون سے اس لئے محفوظ رکھی گئی کہ خدا کا رسول اور فرستادہ قادیان میں تھا۔" (دافع البلاء ص ۵)

جبکہ حقیقۃ الوحی ص ۲۳۲ میں تحریر کیا ہے کہ "ایک دفعہ کسی قدر شدت سے طاعون قادیان میں ہوئی۔"

(۳) "حضرت مسیح کی چڑیاں باوجود یہ کہ معجزہ کے طور پر ان کا پرواز کرنا قرآن کریم سے ثابت ہے' مگر پھر بھی مٹی کی مٹی ہی تھیں۔" (آئینہ کمالات اسلام ص ۶۸)

جبکہ ازالہ اوہام ص ۱۲۸ میں مرزا لکھتا ہے
:

"اور یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ان پرندوں کا پرواز کرنا قرآن شریف سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔"

قارئین کرام! خود سوچ لیں کہ ایسا شخص کیا اللہ کی طرف سے بھیجا ہوا ہوگا یا انگریز کی طرف سے بھیجا ہوا کوئی انگریزی نبی تھا؟ یہ انگریزی نبی نہ صرف اکابرین صحابہ جیسے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی توہین کا مرتکب ہوا بلکہ اس نے انبیاء تک کو معاف نہیں کیا۔ چنانچہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے لکھتا ہے:

(۱) "یہ بات بالکل غیر معقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی آنے والا ہے کہ جب لوگ نماز کے لئے مساجد کی طرف دوڑیں گے تو وہ کلیسا کی طرف بھاگے گا اور جب لوگ قرآن شریف پڑھیں گے تو وہ انجیل کھول بیٹھے گا' اور جب لوگ عادت کے وقت بیت اللہ کی طرف منہ کریں گے تو وہ بیت المقدس کی طرف متوجہ ہوگا اور شراب پیئے گا اور سور کا گوشت کھائے گا' اور اسلام کے حلال و حرام کی کچھ پروا نہیں کرے گا۔" (حقیقتہ الوحی ص ۲۹)

(۲) "آپ کو اپنی تمام زندگی میں تین مرتبہ شیطانی الہامی بھی ہوا۔ چنانچہ آپ ایک مرتبہ اسی الہام سے خدا سے منکر ہونے کے لئے بھی تیار ہوگئے تھے...... حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا اور اس دن سے آپ نے معجزہ مانگنے والوں کو گندی گالیاں دیں اور ان کو حرام کار اور حرام کی اولاد ٹھہرایا۔" (ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ ص ۶)

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑ دو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

مولانا محمد حیات صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اس کے جواب میں فرمایا تھا:

ابن ملجم کے ذکر کو چھوڑ دو
اس سے بدتر غلام احمد ہے

اور حضرت ابوبکر رضی اللہ کی توہین کرتے ہوئے لکھا ہے:

"میں وہی مہدی ہوں جس کی نسبت ابن سیرین سے سوال کیا گیا کہ کیا وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے درجے پر ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کیا وہ تو بعض انبیاء سے بہتر ہے۔" (تبلیغ رسالت ج ۹' ص ۳۰)

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑو' اب نئی خلافت لو۔ ایک زندہ علی تم میں موجود ہے' اس کو چھوڑتے ہو اور مردہ علی(رضی اللہ عنہ) کی تلاش کرتے ہو۔" (ملفوظات احمدیہ ص ۱۳۱' ج اول)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی توہین اپنے ان الفاظ میں کی ہے:

"بعض کم تدبر والے صحابی جن کی روایات اچھی نہیں تھی' جیسے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی غلط فہمی سے عیسیٰ موعود کے آنے کی پیش گوئی پر نظر ڈال کر یہ خیال کرتے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی آجائیں گے۔" (حقیقتہ الوحی ص ۳۴)

ایک اور جگہ اس نے تحریر کیا ہے:

"ابو ہریرہ فہم قرآن میں ناقص ہے اور اس کی روایت پر محدثین کو اعتراض ہے' ابو ہریرہ نقل کرنے کا ماہر تھا' روایت اور فہم سے بہت ہی کم حصہ رکھتا تھا۔" (براہین احمدیہ ص ۴۱۰' ج ۵)

قارئین کرام! نے مرزا غلام احمد کے
رد ر کا بخوبی اندازہ لگایا ہوگا کہ اس انگریزی
نبی کا کیا کردار تھا؟ اب مرزا کے چند کفریہ اور
شرکیہ عقائد ملاحظہ کرلیں' اس قسم کے عقائد
تو نبی سے تو کیا ایک عام مسلمان کے بھی نہیں
ہو سکتے۔

(۱) (اللہ تعالیٰ نے فرمایا) "میں نماز پڑھوں گا' اور روزہ رکھوں گا' جاگتا ہوں اور سوتا ہوں۔" (البشریٰ جلد ۲' ص ۷۹)

(۲) "میں رسول کے ساتھ ہوکر جواب دوں گا' خطا کروں گا' اور بھلائی کروں گا میں اپنے رسول کے ساتھ محیط ہوں۔" ("ایضاً")

(۳) اللہ تعالیٰ نے مجھ سے یہ کہہ کر خطاب کیا "اے میرے بیٹے! سن۔" (البشریٰ جلد ۱' ص ۴۹)

اس کے علاوہ مرزا صاحب کو اپنی جھوٹی پیش گوئیوں کو سچا بنانے کے لئے دجل اور فریب سے کام لینے میں کمال حاصل تھا' مرزا صاحب نے محمدی بیگم نامی ایک عورت جو کہ مرزا کے ماموں زاد بھائی کی بیٹی تھی' کو زبردستی اپنے نکاح میں لانے کا ارادہ کرلیا۔ اتفاق سے ایسا ہوا کہ ایک زمین کے ہبہ نامہ کے سلسلے میں مرزا احمد بیگ جو کہ محمدی بیگم کا والد تھا' کو مرزا قادیانی کے دستخط کی ضرورت پڑی۔ چنانچہ وہ مرزا کے پاس گیا اور مرزا صاحب سے دستخط کرنے کی درخواست کی۔ مرزا قادیانی نے کہا کہ دستخط اس شرط پر ہوں گے کہ اپنی لڑکی محمدی بیگم کا نکاح میرے ساتھ کردو۔ مرزا نے سوچا کہ ہو سکتا ہے کہ اس کا محمدی بیگم کے ساتھ نکاح ہوجائے تو کیوں نہ اس بارے میں پیش گوئی گھڑلی جائے تاکہ بعد میں اس کو اپنی صداقت کا نشان بناکر پیش کیا جاسکے۔ چنانچہ اس نے پیش گوئی گھڑلی اس کی پیش گوئی کے الفاظ یہ ہیں:

"پھر ان دنوں میں جو زیادہ تصریح اور تفصیل کے لئے بار بار توجہ کی گئی تو معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ نے یہ مقرر کر رکھا ہے کہ وہ مکتوب الیہ

کی دختر کلاں کو جس کی نسبت درخواست کی گئی تھی' ہر ایک روک دور کرنے کے بعد انجام کار اس عاجز کے نکاح میں لادے گا بے دینوں کو مسلمان بنادے گا اور گمراہوں میں ہدایت پھیلائے گا۔" چنانچہ عربی الہام اس بارے میں یہ ہے کہ "یعنی انہوں نے ہماری نشانیوں کو جھٹلادیا اور پہلے سے ہنسی کررہے تھے سو خدا تعالیٰ ان سب کے تدارک کے لئے جو اس کام کو روک رہے ہیں' تمہارا مددگار ہوگا' اور انجام کار اس کی لڑکی کو تمہاری طرف واپس لائے گا' کوئی نہیں جو خدا کی باتوں کو ٹال سکے' تیرا رب وہ قادر ہے کہ جو کچھ چاہے وہی ہوجاتا ہے..... الخ" (آئینہ کمالات اسلام ص ۲۸۲'۲۸۳)

"اللہ تعالیٰ نے اس دجال کو رسوا کرنا تھا۔ چنانچہ محمدی بیگم کا نکاح سلطان بیگ نامی شخص سے ہوا تو مرزا صاحب کا جھوٹ کھل گیا' پھر مرزا نے اپنی رسوائی پر پردہ ڈالنے کے لئے تحریر کیا کہ مرزا کو اصلاً" الہام یہ ہوا تھا کہ وہ لڑکی اس کے نکاح میں آئے گی خواہ پہلے باکرہ ہونے کی حالت میں آجائے یا خدا تعالیٰ بیوہ کرکے اس کو لے آئے۔" (مجموعہ اشتہارات جلد اول' ص ۲۱۹)

"لیکن اللہ کا کرنا یہ ہوا کہ وہ تاحیات سلطان بیگ کی بیوی بنی رہی اور بحالت اسلام لاہور میں فوت ہوئی۔ مرزا صاحب اس کی وفات سے قبل ہی شادی کی حسرت دل میں لئے دنیا سے رخصت ہوگئے۔"

"اسی طرح ایک اور پیش گوئی کے جھوٹا ثابت ہونے پر مرزا نے دجل' فریب سے اپنے کو سچا ثابت کرنے کی کوشش کی۔ یہ پیش گوئی عبداللہ آتھم کے متعلق تھی جو ایک پادری تھا۔ مرزا نے اس سے مناظرہ کیا' پندرہ دن برابر مناظرہ ہوتا رہا۔ نتیجتاً" مرزا شکست سے دوچار ہوا' پھر اس کے متعلق یہ پیش گوئی گھڑ دی کہ جتنے دن مناظرہ ہوتا رہا اتنے ماہ کے اندر ہلاک ہوجائے گا' اگر ہلاک نہ ہوا تو میں جھوٹا ہوں گا۔ (اس پیش گوئی کی تفصیل جنگ مقدس ص ۱۸۸ تا ۱۹۰ میں ملاحظہ فرمائیں) آخر کار پندرہ ماہ گزر گئے اور عبداللہ آتھم نہ مرا۔ مرزا صاحب اپنی اس پیش گوئی میں بھی دوسری پیش گوئیوں کی طرح ذلیل و رسوا ہوا۔ اس ذلت و رسوائی سے بچنے کے لئے مرزا صاحب نے دجل سے اپنے آپ کو سچا ثابت کرنے کے لئے عذر پیش کیا کہ عبداللہ آتھم نے دل سے رجوع کرلیا تھا' اس لئے ہلاک نہ ہوا۔" (دیکھئے روحانی خزائن ج ۱۳' ص ۱۹۶)

لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ عبداللہ آتھم نے دل سے رجوع پندرہ ماہ کی مدت کے اندر کیا تھا یا بعد میں کیا تھا تو مرزا صاحب کی پیش گوئی پندرہ ماہ کے اندر مرنے کی تھی۔ اگر پندرہ ماہ کی مدت کے اندر کیا تھا تو اس مدت میں اس کا اعلان مرزا نے کیوں نہیں کیا کہ چونکہ اس نے رجوع کرلیا ہے لہٰذا میری پیش گوئی میں کوئی حرج نہیں آئے گا بلکہ میری پیش گوئی پوری ہوگئی۔ حالانکہ مرزا صاحب کو بعد میں بھی یقین نہیں تھا کہ یہ پیش گوئی پوری ہوگی یا نہیں۔ تب ہی تو مرزا صاحب نے اس کی ہلاکت کے لئے وظائف و دعائیں کیں۔ (چنانچہ دیکھئے سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۱۷۸ و حصہ دوم ص ۱۲۱) ۱۶۰ میں مذکور ہے کہ جب آتھم کی میعاد میں صرف ایک دن باقی رہ گیا تو انہوں نے وظیفے اور دعائیں کرنی شروع کیں تاکہ وہ مرجائے لیکن اس کے باوجود وہ زندہ رہا تو مرزا نے تاویلات شروع کردیں کہ اس نے دل سے رجوع کرلیا تھا۔

یہ تاویل قادیانی تاویلات کی ایک ادنیٰ سی جھلک ہے۔ اسی طرح کی تاویلات کے سہارے مرزائیت کا قصر ارتداد کھڑا ہے۔ اگر ان تاویلات کا سہارا ہٹادیا جائے تو یک لخظہ میں قادیانیت کا قصر ارتداد زمین پر ڈھیر ہوجائے۔

میں پچھلے سال ربوہ گیا' وہاں خلافت لائبریری میں ریاض محمود باجوہ نامی ایک مربی سے میری بات چیت ہوئی۔ میں نے اس سے گفتگو کے دوران سوال کیا کہ احادیث میں تو مہدی کی کئی نشانیاں بیان ہوئی ہیں جیسے کثرت مال کا ہونا' بغض و کینہ و حسد کا ختم ہونا وغیرہ یہ نشانیاں تمہارے مہدی میں کہاں پائی جاتی ہیں؟ تو اس نے اگر لیکن' چنانچہ' چونکہ جیسے الفاظ کا سہارا لیکر تمام نشانیوں کو مرزا غلام احمد قادیانی پر منطبق کرکے اس کو مہدی ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی۔

مرزا صاحب اپنے روایتی دجل و فریب اور بے ایمانی کا اپنی امت کو وارث بناکر ہیضے کی بیماری میں مبتلا ہوکر اپنی امت کو داغ مفارقت دے گیا۔ (دیکھئے سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۱۱ حدیث ۱۲)

"والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود کو پہلا دست کھانا کھانے کے وقت آیا تھا' مگر اس کے بعد تھوڑی دیر تک ہم لوگ آپ کے پاؤں دباتے رہے اور آپ لیٹ کر سوگئے اور میں بھی سوگئی لیکن کچھ دیر کے بعد آپ کو پھر حاجت محسوس ہوئی اور غالباً" ایک یا دو دفعہ رفع حاجت کے لئے پاخانہ تشریف لے گئے اس کے بعد آپ نے زیادہ ضعف محسوس کیا تو آپ نے ہاتھ سے مجھے جگایا۔ میں اٹھی تو آپ کو اتنا ضعف تھا کہ آپ میری چارپائی پر ہی لیٹ گئے اور میں آپ کے پاؤں دبانے کے لئے بیٹھ گئی۔ تھوڑی دیر بعد حضرت صاحب نے فرمایا تم اب سو جاؤ' میں نے کہا' نہیں! میں دباتی ہوں' اتنے میں آپ کو ایک اور دست آیا' مگر اب اس قدر ضعف تھا کہ آپ بیت الخلاء نہیں جاسکتے تھے' اس لئے میں نے چارپائی کے پاس ہی انتظام کردیا اور آپ وہیں بیٹھ کر فارغ ہوئے اور پھر اٹھ کر لیٹ گئے اور میں آپ کے پاؤں دباتی رہی' مگر ضعف بہت ہوگیا تھا' اس کے بعد ایک اور دست آیا اور پھر آپ کو قے آئی۔ جب آپ قے سے فارغ ہوکر لیٹنے لگے تو اتنا ضعف تھا کہ آپ لیٹتے لیٹتے پشت کے بل چارپائی پر گر گئے اور آپ کا سر چارپائی کی لکڑی سے ٹکرایا اور حالت

باقی صفحہ ۲۳ پر

قادیانی اخلاق وکردار

مولانا تاج محمود صاحب رحمتہ اللہ علیہ
مرسلہ: مولانا منظور احمد الحسینی

یہ خطاب آپ نے ۶'۷ ستمبر ۱۹۸۲ء میں پہلی ختم نبوت کانفرنس صدیق آباد (ربوہ) میں فرمایا۔ جسے برادرم مولانا منظور احمد الحسینی صاحب نے کیسٹ کی مدد سے لکھا جو ہدیہ قارئین ہے (ادارہ)

مجاہد ختم نبوت مدیر اعلیٰ ہفت روزہ لولاک فیصل آباد مولانا تاج محمود رحمتہ اللہ علیہ' مائیک پر آئے اور ایک قادیانیت شکن ولولہ انگیز تقریر کی۔ خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا علماء کرام! اور حضرت بخاریؒ کے قافلے کے فداکار ساتھیو! دوسرے عزیزو! نوجوانو' بھائیو ربوہ کے اندر جیسا کہ آپ نے پہلے اشتہارات اخبارات میں اور پہلے مقررین سے سنا کہ یہ پہلی کھلی کانفرنس منعقد ہو رہی ہے' یہ کانفرنس گرم موسم میں ہے اور "بواد غیر ذی زرع" ایک اجاڑ اور بنجر دریا کے کنارے جہاں ابھی تک آپ کے شایان شان ٹھہرنے بیٹھنے اور آرام کی اور پانی کی پوری سہولتیں نہیں ہیں۔ سندھ' بلوچستان' سرحد' کراچی اور پنجاب کے گوشے گوشے سے ساتھی آئے ہوئے ہیں۔ میں آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ یہ کانفرنس یہاں اتنی آسانی سے نہیں منعقد ہو رہی اس کانفرنس کے انعقاد کے لئے کم از کم آپ لوگوں کو چالیس پچاس سال قربانیاں دینا پڑی ہیں۔ لاہور کی سڑکیں آج بھی بولتی ہیں اور گواہی دیتی ہیں کہ یہاں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے دس ہزار جاں نثاروں' فداکاروں کی جانوں کے لاشے تڑپے تھے اور انہوں نے جانیں دیں تھیں۔

۱۹۷۴ء کے اندر تینتیس (۳۳) مسلمان شہید ہوئے تھے' نوجوانوں نے لاٹھیاں کھائی تھیں علماء جیلوں میں گئے تھے وہ ہستیاں وہ صورتیں اور وہ بزرگ آج ہم سے بچھڑ گئے ہیں خداوند تعالیٰ ان کی قبروں کو منور کرے جن میں دیوبند کے علماء' بریلوی مکتب فکر کے علماء' اہل حدیث اور شیعہ مکتب فکر کے علماء اور ان کے ساتھی شامل تھے پوری امت کی یکجہتی' پوری امت کے افراد اور پوری امت کی قربانی کے بعد ۷۴ء میں یہ مسئلہ جاکر حل ہوا تھا۔ یہ کوئی افسانہ نہیں ہے یہ حقیقت ہے (میری موجودہ حکومت کے افسران اور ان کے کارکن یہ بات نوٹ کریں) کہ ختم نبوت کے اس قافلے نے اور حضرت بخاریؒ کے کارواں نے اور امت مسلمہ کے ان شہیدوں نے نہ صرف ہمیں یہ مساجد اور مدارس عطا کئے ہیں بلکہ بخاری کے غلاموں کے قدموں کے صدقے حکومت کے افسران نے بھی کام کیا ہے۔ مجھے یاد ہے کہ صدر ایوب خان کو میں نے ایک دفعہ کہا تھا کہ میں آپ کے ہاتھ پر بطور پیر کے بیعت کرلوں گا اگر آپ ربوہ میں ایک رات رہ کر دکھادیں حالانکہ اس وقت آپ ملک کے صدر ہیں لیکن آپ کی بھی مجال نہیں کہ آپ اس بستی کے اندر ایک رات ٹھہر سکیں۔ آپ کے مجسٹریٹوں' ڈپٹی کمشنروں' کمشنروں اور آپ کے دیگر افسران کی مجال نہیں ہے کہ اس شہر اور بستی میں داخل ہو سکیں۔

یہ بات ہائیکورٹ کے ریکارڈ میں بطور شہادت موجود ہے کہ یہاں پہلی دفعہ پولیس چوکی قائم ہوئی تھی تو تین سال گزر جانے کے بعد نشتر میڈیکل کالج کے لڑکوں کا حادثہ ہوا تھا۔ صمدانی صاحب تشریف لائے تھے' یہاں! بھی روزنامہ مشرق لاہور کے آئے ہوئے میرے ایک عزیز نمائندہ بیٹھے ہیں وہ میری اس بات کی تصدیق کریں گے کہ صمدانی صاحب نے پولیس چوکی کو بھی گزٹ کیا تھا اور اس کے انچارج سے پوچھا تھا کہ تین سال میں یہاں کتنے مقدمے درج ہوئے ہیں تو اس نے کہا کہ حضور! میں اور میرا عملہ تنخواہ تو گورنمنٹ سے لیتے ہیں' لیکن آج تک یہاں کوئی رپورٹ اور کوئی مقدمہ درج نہیں ہوا۔ اس لئے اس بستی اور شہر میں پاکستان کی حکومت نہیں بلکہ ان کی اپنی حکومت ہے۔

اس مسئلے کے بارے میں بڑا دردناک پس منظر ہے بے شمار قربانیاں ہیں۔ میں امت مسلمہ کے اور تمام مکاتب فکر کے ان علماء کو جو تحریک ختم نبوت ۵۳ء میں شریک تھے اور ۷۴ء میں شریک تھے۔ ان کو سلام پیش کرتا ہوں اور ان کے لئے دعا کرتا ہوں کیونکہ ان کے اتحاد و اتفاق اور قربانیوں سے یہ مسئلہ حل ہوا تھا۔

ہم نے مساجد بنائیں ہماری ریلوے اسٹیشن پر جب پہلی مسجد تعمیر ہوئی تو بارہ ہزار روپے کے خرچے سے ہم نے وہاں لاؤڈ اسپیکر لگایا اور آٹھ ہارن اس کے اوپر نصب کئے۔ اس سے ہماری نیت تھی کہ اگر ربوہ والوں کا لاؤڈ اسپیکر ساری بستی میں آواز دے تو ہمیں بھی اس بستی میں حق حاصل ہے کہ ہماری آواز بھی ہر گھر میں جائے البتہ ہم نے مولانا خدا بخش صاحب جو

ہمارے پہلے ربوہ کے خطیب تھے اور ہمارے مولانا اللہ وسایا صاحب جو ان کے بعد خطیب رہے اور جو بزرگ بھی وہاں جمعہ پڑھاتے رہے ان کی خدمت میں یہ عرض کیا کہ کوئی ناشائستہ زبان کوئی بے ہودہ کلمہ تمہاری زبان سے نہ نکلے اور اسی طرح کوئی بدامنی یہاں نہ ہونے پائے ربوہ کے رہنے والے مرزائیوں میں اور ملک کے دوسرے حصے میں رہنے والے مرزائیوں میں ایک فرق ہے۔

یہ جو ربوہ سے باہر رہتے ہیں وہ دور کے ڈھول سہانے کے مصداق ہیں وہ ان (ربوائیوں) کے بڑے عقیدت مند ہیں اور جو مرزائی ربوہ کے اندر رہتے ہیں وہ اس خاندان کی پوری حقیقت سے آگاہ ہیں۔ بے شمار باتیں ناگفتنی ہیں اور راز ہیں میں بتا نہیں سکتا' آج صدر ضیاء الحق اگر ربوہ کے رہنے والے باشندوں کو ان کے مکانوں کی ملکیت کے حقوق دے دے تو آدھے ربوے والے مسلمان ہوجائیں اور ہمارے مطالبات میں جیسا کہ قراردادیں آئیں گی ایک یہ مطالبہ بھی آرہا ہے کہ یہ ملک پاکستان ہے اور یہ شہر بھی پاکستان کا حصہ ہے یہ باغیان کا حصہ یا کوئی غیر علاقہ نہیں ہے' اس شہر کے اندر جتنی آبادی ہے ان میں سات آٹھ ہزار ہمارے مسلمان ہیں چاہے وہ روڑی کوٹنے والے پٹھان ہیں وہ مزدور ہیں چاہے وہ کسی پیشے سے تعلق رکھتے ہیں اور اب تو اللہ کا فضل ہے کہ یہاں کی ٹاؤن کمیٹی کے چوہدری ممبر ہیں اور سارے کے سارے مسلمان ہیں۔

یہ وہ شہر تھا جس کو یہ (قادیانی) اپنا شہر سمجھتے تھے' اپنا قلعہ سمجھتے تھے اپنی جائیداد سمجھتے تھے اور "مووڈی" کی "عطا" سمجھتے تھے الحمدللہ کہ مجلس نے ان کا زور توڑ دیا ہے۔ میں آج ہی ایک جگہ واقعہ سنا رہا تھا کہ ۱۹۷۴ء سے پہلے یہاں کی حالات یہ تھے کہ میرے فیصل آباد شہر کے ۲ نوجوان' مولوی غلام رسول جنڈیالوی ہمارے ایک اخبار نویس اب فوت ہوچکے ہیں ان کا بیٹا اور اس کا ایک دوست گھر سے نکلے (جیسے بچے نکل آتے ہیں) چنیوٹ اترے' چنیوٹ کی سیر کی چنیوٹ سے ربوہ پہنچے ربوہ کی سیر کی بس پر سواری کے لئے جانے لگے کہ اب سرگودھا جائیں گے وہاں کی سیر کریں گے خدا جانے آگے پنڈی جانے کا ارادہ تھا یا مری جانے کا ارادہ تھا پیچھے گھر سے لئے ہوئے تھے' جیسے بچے گھر سے نکل جاتے ہیں ایسے وہ بھی نکلے ہوئے تھے' یہاں حکومت کے مقابلے میں ایک حکومت قائم ہے یہاں (ربوہ میں) ایک سیکریٹریٹ ہے حکومت کے جو مختلف سیکریٹریٹ ہوتے ہیں ان کا نام وزارت ہوتا ہے انہوں نے اس کا نام نظارت رکھا ہوا ہے' نظارت تعلیم' نظارت زراعت' نظارت خارجہ' نظارت داخلہ اور اسی طرح ان کا یہاں ایک نام نہاد چیف سیکورٹی آفیسر بھی ہوا کرتا تھا یہاں بٹالے کے لوگ بیٹھے ہوں گے وہ جانتے ہوں گے کہ ان کے گاؤں میں ایک بھانبڑی نامی شخص مرا تھا اس کی لاش مسلمانوں نے مسلمانوں کے قبرستان میں تین دن تک دفن نہیں ہونے دی اس کا بیٹا یہاں ربوہ میں چیف سیکورٹی آفیسر تھا اس نے ان دونوں بچوں کو پکڑا تین دن ان کو یہاں انٹروگیٹ کرتے رہے کہ تمہیں کس نے بھیجا' کیوں بھیجا' جاسوسی کے لئے بھیجا؟ انہوں نے کہا جن لوگوں کا تم نام لیتے ہو ان کو ہم جانتے ہی نہیں ہم تو نوجوان لڑکے ہیں گھر سے پیسے نکالے ہیں اور پیسے نکال کر سیر کررہے ہیں چنیوٹ دیکھا' ربوہ دیکھا' سرگودھا دیکھیں گے آگے جو بڑا شہر آئے وہ دیکھیں گے مری' پشاور وغیرہ دیکھیں گے اور پھر گھر چلے جائیں گے۔ تین دن کے بعد انہوں نے ان دونوں بچوں کو قتل کیا اور قتل اس طرح کیا کہ پہلے ان کے بازو کاٹے تھے پھر ٹانگ اس طرح تڑپا تڑپا کر ان کو مار اگیا' لیکن کوئی رپورٹ نہ لکھی گئی جس لڑکے کا باپ اخبار نویس تھا اس نے بڑی کوشش کی۔ لیکن ان کا خون ضائع گیا اور ان کا کوئی نام و نشان اور پتہ نہ لگ سکا۔ اس کے علاوہ اور کئی لمبی داستانیں ہیں کہانیاں بھی ہیں ابھی کل ہی کی بات ہے ہمارے مرکز کے فون پر قاری منیر احمد بیٹھے ہوئے تھے۔ صبح صبح ایک مظلوم نسوانی آواز آئی کہ "یہ ختم نبوت کا دفتر ہے" قاری صاحب نے کہا کہ ہاں' اس عورت نے کہا کہ "خدا کے واسطے ہم مظلوم ہیں ہماری مدد کرو" قاری صاحب نے کہا بی بی! آپ کا نام کیا ہے اور گھر کہاں ہے' اس نے کہا کہ ہم اتنے مظلوم ہیں نہ نام بتاسکتی ہوں نہ میں اپنا گھر بتاسکتی ہوں' میری جوان بچی کو انہوں نے قتل کردیا۔ قتل کرنے کے بعد زہر کے افسانے گھڑ رہے ہیں کہانیاں بنائی جارہی ہیں اور ہمیں دبایا جارہا ہے انہوں نے مجھے فیصل آباد ٹیلی فون کیا میں نے مولانا اللہ وسایا صاحب کو کہا کہ کوئی مظلوم انسان ربوہ میں چاہے وہ قادیانی ہو یا چوڑھا ہو ہم اس کو بلاتمیز مذہب و قوم مدد کریں گے اور اس کے لئے قربانی دیں گے چاہے ہمیں جتنی بڑی قربانی دینی پڑی میں مسجد میں بیٹھا ہوا ہوں اور اللہ تعالیٰ کو گواہ کرکے کہتا ہوں اور مرزا طاہر قادیانی میں تجھے چیلنج کرتا ہوں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام اور ناموس پر جان دینے کے لئے تیار ہوں کہ چاہے ضیاء الحق اس شہر میں رہنے والوں کو ملکیت کے حقوق دے دے اور چاہے مرزا طاہر تو دے دے اور اس کے دوسرے دن ریفرنڈم کرا' میں تیرے مقابلہ کھڑا ہوں گا' میں دیکھوں گا کہ ووٹ تجھے زیادہ ملتے ہیں یا مجھ کو زیادہ ملتے ہیں۔

یہاں ایک پرچہ الفضل نکلتا ہے اس نے ایک مقالہ لکھا ہے اور میرے اخبار نویس بھائیو! آپ کے لئے بھاشن دیا ہے کہ "ہمارے خلاف اخبار والے جھوٹ بول رہے ہیں اور انتشار والی خبریں دے رہے ہیں کہ ربوہ والوں میں اختلاف

بڑ گیا ہے یہ بڑا جھوٹ ہے اور یہ جھوٹ آج نہیں کہا گیا سو سال سے ہمارے خلاف بولا جارہا ہے کہ ہم میں بڑی پھوٹ پڑتی ہے۔" ہمارے صحافیوں اور اخبار والوں کو کہتے ہیں کہ تم جھوٹا پروپیگنڈہ چھاپ رہے ہو' میں تم سے پوچھتا ہوں کہ جب تمہارا پہلا سربراہ نورالدین مرا تھا مولوی محمد علی نے اختلاف کرکے علیحدہ لاہوری جماعت بنائی تھی یا نہیں؟ کیوں جی وہ پیار سے بنائی تھی یا اختلاف کرکے؟ (اختلاف کرکے) میرا خیال ہے کہ مرزا محمود نے مولوی محمد علی کے پھول ڈالے ہوں گے اور مولوی محمد علی نے مرزا صاحب کو ہار ڈالے ہوں گے اور دو پارٹیاں کرلیں شاید یہ پیار اور محبت کی ایک شکل تھی۔

پھر جب مرزا محمود قادیانی یہاں (ربوہ) میں مرا اس کی موت کے فوراً بعد یہاں سے سینکڑوں نوجوان نکلے اور انہوں نے "حقیقت پسند پارٹی بنائی وہ تم سے پیار کرکے گئے تھے یا اختلاف کرکے؟ احمدیہ پاکٹ بک کا مصنف عبدالرحمن خادم اس کا سگا بھائی راحت حسین ملک یہ حقیقت پسند پارٹی کا آدمی ہے اس نے ایک کتاب لکھی ہے میرا دوست ہے' وہ میرے پاس آتے رہے اور مجھے ملتے رہے جتنا میں اندر کی باتوں سے واقف ہوں اتنے تم اپنے گھروں کے واقف نہیں ہو' میں کیا کروں........ یہ دنیا کے اندر امریکہ بہادر کا راج ہے' روس بہادر کا راج ہے' امریکہ اگر چاہے تو آٹھ کروڑ عربوں کو مروا کر فلسطینیوں کو ذبح کرادے اور تیس لاکھ اسرائیلیوں کی حکومت کو دنیا کے اندر قابض بنوا دے (قادیانیو!) تم بھی اسی لائن پر چل رہے ہو اور ہم کسی خوش فہمی میں مبتلا نہیں ہیں ہم بھی غافل نہیں ہیں نہ ہوں گے اور (انشاء اللہ) ہم اپنی تنظیم میں جھول نہیں آنے دیں گے۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ بچھو کا بیٹا بچھو ہوتا ہے اور سانپ کا بیٹا سانپ ہوتا ہے۔

ہمیں پتہ ہے تمہاری اسکیمیں کیا ہیں' جس طرح افریقہ میں انہوں نے جنوبی افریقہ کا اسرائیل قائم کیا' جس طرح عربوں کے اندر یہودیوں کا اسرائیل قائم کیا' اس طرح برصغیر کے اندر بھی وہ اپنا اسرائیل بنانا چاہتے ہیں اور ان کے مہرے تم ہو۔ میرے سینے میں اتنے راز ہیں اے کاش! کوئی دردمند حکمران مجھے ملے' میں اس کو بتاؤں کہ یہ قادیانی تمہارے خلاف کہاں کہاں اور کیا کیا سازشیں کرتے ہیں۔

راحت ملک (عبدالرحمن خادم کا سگا چھوٹا بھائی ہے' یہ خادم مرزائیت کا تھا اور ستون تھا جس نے ۱۹۵۳ء انکوائری کورٹ میں قادیانیوں کا کیس لڑا) اس نے ایک کتاب لکھی "ربوہ کا مذہبی آمر" اس کتاب کی صرف ایک عبارت پڑھ کر سناتا ہوں اور اپیل کرتا ہوں کہ لفظ یاد کرکے جاؤ! اور ساری عمر یاد رکھو اور اپنی نسلوں کو بھی یاد کرا جاؤ کیونکہ اس نوجوان نے جو کچھ لکھا ہے اس کی اپنی آپ بیتی ہے۔ اس نے لکھا ہے:

"ربوہ میں ہم' واقف زندگی ہو کر آئے تھے (واقف وقف کرکے) اور واقف حل ہو کر نکلے جو کچھ ہم نے اور ہماری آنکھوں نے ربوہ میں دیکھا اس کو اپنے اندر آنکھ سمو نہ سکی اور جب سمو نہ سکی تو دل میں آ نہ سکی اور جب دل میں آئی تو زباں پر نہ آسکی اور جب زباں پر آئی تو ہم کسی کو سنوا نہ سکے۔"

میری تمنا ہے کہ ہر پڑھے لکھے نوجوان کو یہ فقرے یاد ہونے چاہیں۔ یہ راحت ملک گجرات میں رہتا ہے۔ سب رنگ ڈائجسٹ نکالتا ہے حقیقت پسند پارٹی کا ممبر ہے۔ انہوں نے جو جو واقعات سنائے ہیں شائستگی' تہذیب مجھے یہاں سنانے سے روکتی ہے۔ اگر یہ جلسہ فیصل آباد میں ہوتا تو میں اور بہت کچھ سناتا اور اگر یہ جلسہ لاہور میں ہوتا تو میں اور بہت کچھ سناتا کیونکہ یہ جلسہ ربوہ میں ہے ہم چاہتے ہیں کہ یہاں کوئی ایسی بات نہ کرو جوان کو بھی زیادہ ناگوار گزرے اور ہماری حکومت کو بھی ناگوار گزرے۔

لیکن ہم تمہاری پاک دامنی کا پردہ ضرور چاک کرکے رہیں گے اخبار نویس کو اب یہ کہہ رہے ہیں کہ خدا سے ڈرو غلط رپورٹنگ نہ کرو اور ہم مولوی کے متعلق تو شروع سے کہتے چلے آئے ہیں کہ یہ مولوی جھوٹ بولتے چلے آرہے ہیں اور یہ خود (قادیانی) کبھی جھوٹ نہیں بکتے باوجود اتنے بڑے انتشار فساد اور جھگڑے کے پھر بھی لکھتے ہیں کہ ہمارے ہاں ربوہ میں کوئی انتشار جھگڑا نہیں ہوا۔ جس دن تمہارا سابقہ ہیڈ آف دی ربوہ فوت ہوئے اور ان کی میت یہاں ربوے میں پڑی تھی اور تمہارا انتخاب ہو رہا تھا تو وہ مرزا غلام قادیانی کا پوتا نہیں تھا جو بس پر کھڑے ہو کر کہہ رہا تھا کہ جو کچھ اندر ہوا ہے' وہ سب کچھ فراڈ ہے' جھوٹ ہے اور دھاندلی ہوئی اور یہ میرا خیال ہے مرزا تمہارے عشق کے افسانے بول رہا تھا۔ اور انتشار نہیں تھا اس غریب کی تم نے اپنی "عبادت گاہ" میں پٹائی کردی لیکن ہم کیا کریں مرزا رفیع بزدل ہے ہمارے قریب نہیں آتا اور ہمارے ساتھ شامل ہوجائے تو ہم اس کو خلافت ہی دلادیں۔ (نعرہ تکبیر)

حقیقت پسند پارٹی کے علاوہ اور سنو! یہ مظہر ملتانی تمہاری کسی مرزائی عورت نے جنا تھا یا ہماری کسی مسلمان عورت نے؟ ثناء اللہ بٹ تیرا گرائیں سی دس مرزائن دا پتری یا کسی مسلمان عورت دا پتر سی؟ ثناء اللہ بٹ نے کہا کہ مرزائن دا پتر سی۔ فخرالدین ملتانی قادیانی کا بیٹا تھا اس نے جو کچھ لکھا وہ میں یہاں اس کانفرنس میں نہیں بتلا سکتا۔ تمہارے ابا کے جو فضائل مظہر ملتانی نے لکھے ہیں وہ ہم یہاں بولنا نہیں چاہتے۔

لیکن سن تو سہی جہاں میں ہے ترا فسانہ کیا
اور کہتی ہے تجھ کو خلق خدا غائبانہ کیا

کبھی چوری چوری پڑھ لیا کرو اور کہیں سے

نہیں ملتی تو مجھ سے منگوالیا کرو میں تمہیں تاریخ محمودیت مہیا کروں گا۔ آج بھی تمہارے شہر کی سینکڑوں مظلوم عورتیں' مظلوم مرد اور بچے میرے پاس جاتے ہیں اور میری جماعت اور میں ان کی مدد کرتا ہوں اور یہاں تم جس کے ساتھ بھی ظلم کروگے سن لو' ہم اس کے دوش بدوش کھڑے ہوکر اس کی حمایت کریں گے۔ (نعرہ تکبیر)

تم نے اس مظلوم لڑکی (طاہرہ یاسمین) کو جس طرح قتل کیا اور اس سلسلے میں ہم نے اس مظلوم عورت کی مدد کی ڈیڑھ مہینے کے بعد تمہاری جہاں تک اپروچ تھی تم نے اس کی لاش نہیں اکھاڑنے دی ہماری جہاں تک اپروچ تھی وہاں تک لڑائی لڑے اس مظلوم لڑکی کی لاش اکھڑوائی کافر کی بچی ہو' مسلمان کی بچی ہو' بچی بچی ہے مظلوم مظلوم ہے چاہے کوئی ہو انصاف کی بنیاد پر ہم مظلوم کے حامی ہیں اور (انشاء اللہ) اس ظلم کا نتیجہ تمہیں بھگتنا پڑے گا۔ ایک دن آئے گا کہ کوئی نہ کوئی اس ربوہ کے مظلوم کو مکان کے مالکانہ حقوق دے گا جس دن حقوق دے دیئے گئے' اگر اس دن آدھا ربوہ کلمہ پڑھ کر اسلام میں داخل نہ ہو تو میرا نام تبدیل کردینا۔

آپ صدر صاحب نمازی اور پرہیزگار ہیں دو ڈھائی بجے رات تک کام بھی کرتے ہیں ہمارے دل میں آپ کی بڑی عزت اور بڑا احترام ہے۔ لیکن آپ کی مثال اس شخص کی سی ہے جو پلید کنویں کو پاک کرنے کے لئے ڈول پہ ڈول نکال رہا ہے' پسینہ سے شرابور ہے لیکن کتا اندر ہی ہے یہ کنواں کبھی پاک نہیں ہوگا۔ ہم آپ کا اور آپ کی مشاورتی کونسل کا احترام کرتے ہیں' لیکن جب تک مرتد کا مسئلہ اس ملک میں حل نہیں ہوگا' ہم اس نظام کو اسلامی نظام نہیں مانتے۔ نہ ہم کسی کے سیاسی مخالف اور نہ ہم کسی کے سیاسی جھولے چک نہ ہم کسی کے حلیف اور نہ ہم کسی کے حریف جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وفادار ہے ہم اس کے وفادار ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ کا باغی' ہم اس کے باغی ہیں نہ ہم کسی کو دھوکہ دیتے ہیں نہ کسی سے دھوکہ کھاتے ہیں ہم سچی بات کرنے والے ہیں ہم تو صرف مدینہ والے کی کرتے ہیں ان کی ناموس اور مقام کا تحفظ چاہتے ہیں اگر پاکستان میں مدینہ والے (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عزت محفوظ تو تم ہمارے سر کے تاج اور اگر مدینہ والے (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عزت محفوظ نہیں تو ہم کسی قسم کے نام نہاد اسلامی نظام کو تسلیم نہیں کریں گے۔ ہمارا تو تھرمامیٹر ہے آخر میں آپ نے مجلس کی کارکردگی اور کامیابیوں پر تفصیلی روشنی ڈالی۔

بقیہ : تیری تصویر دیکھ کر

آسمان کی طرف منہ اٹھا کر دیکھا تو چرخ نیلو فری نے اس کے سر پر ستاروں کے چراغاں کا اہتمام کر رکھا تھا۔ مہتاب اپنی چاندنی اس کے قدموں میں لوٹا رہا تھا۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ جنت کی کسی روش پر نہر کے کنارے سیر کر رہا ہے۔ وہ اسی کیفیت و مستی کے عالم میں چلا جا رہا تھا کہ وہ اپنے گھر پہنچ گیا۔ دروازے پر پہنچتے ہی اس نے دستک دی۔ جواب میں اس کے والد صاحب کی آواز آئی:

"کون؟"

"میں اکبر خان"

"تمہارے لئے اس گھر کے دروازے ہمیشہ کے لئے بند ہوچکے ہیں اور تم میرے لئے مرچکے ہو" اس کے والد صاحب نے غصہ میں جواب دیا۔

"اباجی! میں آپ کے لئے دوبارہ زندہ ہوگیا ہوں۔ میں قادیانیت سے تائب ہوکر مسلمان ہوچکا ہوں۔"

کھڑاک سے دروازہ کھلا اور باپ نے اپنے لخت جگر کو اپنی بانہوں میں لے لیا۔ دونوں جانب سے ہچکیوں کی صدا اٹھی اور دونوں کی آنکھوں سے آنسوؤں کے چشمے بہہ نکلے۔ ہچکیوں اور سسکیوں کی صدا سے سارا گھر جاگ اٹھا اور سارے اہل خانہ یہ عظیم خوشخبری سنتے ہی وارفتگی کے عالم میں اکبر خان سے لپٹ گئے۔ خوشی کے آنسوؤں سے ہر چہرہ چمک اٹھا۔ اہل خانہ نے اللہ کا شکر ادا کرنے کے لئے اپنے سر سجدے میں رکھ دیئے۔

پھر سب گھر والوں نے اکبر خان کو کرسی پہ بٹھایا اور خود اس کے اردگرد بیٹھ گئے اور اس سے اس ایمانی انقلاب کی روداد پوچھنے لگے۔ اکبر خان نے انہیں بالتفصیل ساری کہانی سنائی اور پھر جیب سے مرزا قادیانی کی تصویر نکال کر دکھائی۔ سب جوش و غضب سے تصویر پر تھوکنے لگے' جوتے مارنے لگے' اکبر خان نے فوراً تصویر ان سے لے لی کیونکہ صبح گاؤں والوں کو بھی تصویر دکھانا تھی۔ اکبر خان نے سارے اہل خانہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

"مرزا قادیانی کے جھوٹا ہونے کی سب سے بڑی دلیل اس کی شکل ہے۔ کاش قادیانی عقل سے اس کی شکل دیکھیں تو دو منٹ میں فیصلہ ہوجاتا ہے۔"

صبح گاؤں میں زبردست جشن منایا گیا۔ اکبر خان کو ہاروں سے لاد کر پورے گاؤں کا راؤنڈ لگایا گیا۔ سینکڑوں دیگیں پکائی گئیں۔ پورے گاؤں میں خوشی سے زبردست ہوائی فائرنگ ہورہی تھی اور ہر گولی قادیانیت کے لاشے کے پرخچے اڑا رہی تھی۔

○

Adarts-HMPT-22/95

محمد طاہر رزاق' لاہور

تیری تصویر دیکھ کر

قادیانیت سے تائب ہو کر اسلام قبول کرنے والے نوجوان کی انوکھی اور دلچسپ روئیداد

گاؤں سے فسٹ کلاس میں بی۔ اے کرنے کے بعد اکبر خان ایم اے کرنے کے لئے لاہور منتقل ہو گیا۔ اسے پنجاب یونیورسٹی میں داخلہ مل گیا اور اس نے یونیورسٹی ہوسٹل میں ہی رہائش اختیار کرلی۔ وسیع و عریض یونیورسٹی کے سہانے ماحول میں جلد ہی اس کی طبیعت رچ بس گئی اور وہ انہماک کے ساتھ اپنی پڑھائی میں مصروف ہو گیا۔ اتفاق کی بات کہ ہوسٹل میں اس کے ساتھ والے کمرے میں ایک قادیانی نوجوان رہتا تھا۔ اس چالاک اور شاطر قادیانی نوجوان نے اکبر خان کو اپنے جال میں پھنسانے کا منصوبہ بنایا اور ایک طے شدہ پروگرام کے تحت اس نے اکبر خان سے گہری دوستی پیدا کرلی اور اس کے دل میں اپنے اعتماد کی جگہ بنالی۔ اب اس قادیانی نوجوان نے اکبر خان کو دھیرے دھیرے قادیانیت کی تبلیغ کرنا شروع کر دی۔ پھر اسے قادیانی لٹریچر پڑھانا شروع کیا۔ وہ اسے کئی دفعہ لاہور کے قادیانی مرکز میں لے کر گیا' جہاں اس کی پر تکلف دعوتیں کی جاتیں اور اسے تحائف سے نوازا جاتا۔ قادیانی نوجوان اسے کئی دفعہ ربوہ بھی لے کر گیا جہاں اسے بڑے بڑے قادیانیوں سے ملایا گیا' مختلف شعبہ جات کا دورہ کرایا گیا اور بہشتی مقبرہ کی سیر کرائی گئی۔

وقت اپنے متحرک پہیوں کے ساتھ اپنی منزل کی جانب رواں دواں رہا۔ لیل و نہار کی گردش جاری رہی اور اکبر خان کے دل و دماغ پر قادیانی تعلیم کی یلغاریں ہوتی رہیں۔ ایک سائنسی انداز سے اس کی برین واشنگ ہوتی رہی۔ جب اس ارتدادی تبلیغ کو ایک سال بیت گیا تو اکبر خان قادیانی مذہب قبول کر چکا تھا' لیکن اس کے والدین کو خبر نہ ہوئی کہ ان کے ساتھ کتنا بڑا سانحہ ہو چکا ہے۔ انھیں کیا معلوم تھا کہ ان کا بیٹا جو لاہور تعلیم کے زیور سے مالا مال ہونے گیا تھا' زیور ایمان سے بھی محروم ہو چکا ہے۔ انہوں نے اپنے جس لخت جگر کو روشنیوں کے شہر بھیجا تھا' وہ ارتداد کے اندھے کنوئیں میں گر چکا ہے۔ اس دوران اکبر خان گھر آتا جاتا رہا' لیکن اس نے اس خبر کی بھنک کسی کے کانوں میں نہ پڑنے دی۔

دو سال بعد جب وہ ایم اے کا امتحان دینے کے بعد یونیورسٹی سے فارغ ہو کر گھر واپس لوٹا تو اپنے دیگر سامان کے ساتھ قادیانی لٹریچر اور کتابوں کے بنڈل بھی لے آیا۔ ایک دن اس کے والد کی جب قادیانی لٹریچر پر نظر پڑی تو وہ چونک اٹھے۔ انہوں نے ساری قادیانی کتابوں پر سرسری نظر ڈالی تو وہ حیران و پریشان تھے کہ ان کے بیٹے کے پاس یہ مہلک کتابیں کہاں سے آگئیں۔ ابھی وہ اسی پریشانی میں غرق تھے کہ باہر سے اکبر خان بھی آگیا۔

"یہ کتابیں کس کی ہیں؟" باپ نے بیٹے سے پوچھا۔

"میری ہیں۔"

"تم یہ کتابیں کہاں سے لائے ہو؟"

"لاہور سے۔"

"تمہارا ان کتابوں سے کیا تعلق؟"

"میں ان کا مطالعہ کرتا ہوں۔"

"تمہاری ان سے کیا دلچسپی؟"

"میری ان سے مذہبی دلچسپی ہے۔"

"کیا تم قادیانی ہو چکے ہو؟" باپ نے حیرت سے پوچھا۔

"جی ہاں! میں قادیانی مذہب قبول کر چکا ہوں" اکبر خان نے دو ٹوک جواب دیا۔

بوڑھا باپ سر پکڑ کے بیٹھ گیا' جیسے اس کے سر پر کسی نے بھاری ہتھوڑا دے مارا ہو۔ باپ بیٹے کی تلخ گفتگو کا شور سن کر سارا گھر اکٹھا ہو گیا۔ اکبر خان کا باپ زور زور سے چلا رہا تھا۔

"میرے گھر سے ابھی دفع ہو جاؤ' میں کسی مرتد کا وجود اپنے گھر میں برداشت نہیں کر سکتا۔"

اکبر خان کے بھائیوں نے باپ کے جذبات کو ٹھنڈا کیا اور باپ کو سمجھایا کہ اسے گھر سے نکالنے سے معاملہ مزید بگڑ جائے گا۔ وہ مزید پکا ہو جائے گا اور قادیانی بھی خوش ہوں گے کہ اچھا ہوا گھر والے چھوٹے! ہم علماء کرام کو بلا کر بھائی کی ذہنی صفائی کرائیں گے۔ اس کے شکوک و شبہات دور کریں گے اور انشاء اللہ اسے ارتداد کے خارستان سے نکال کر دوبارہ اسلام کے گلستان میں لائیں گے۔ باپ نے اس حد تک بیٹوں کی بات سے اتفاق کیا۔ مختلف جید علماء کرام کو بلایا گیا اور اکبر خان سے ان کی ملاقاتیں کرائی گئیں۔ سوال و جواب کی طویل نشستیں ہوتی رہیں۔ رد قادیانیت پر علماء کرام کے کاٹ دار دلائل سے اکبر خان کٹ کٹ اور بکھر بکھر جاتا۔ جب لاجواب ہو جاتا تو ہر بار یہ کہہ کر اپنا دامن چھڑالیتا کہ اس کا جواب اپنے مربی سے پوچھ کر دوں گا۔ بحث و مباحثہ کی نشست میں علماء کرام نے اثبات ختم نبوت اور رد قادیانیت

پر سینکڑوں دلائل دیئے۔ مرزا قادیانی کے شخصیت کے پرخچے اڑائے' اصلی قادیانی کتب سے حوالہ جات پیش کیے' لیکن ہر دلیل اور حوالہ کے جواب میں وہ صرف یہ کہتا "میں اپنے مربی سے پوچھ کر اس کا جواب دوں گا۔"

یوں محسوس ہوتا کہ اس کا ذہن بند کردیا گیا ہے اور وہ قادیانیت کے علاوہ کچھ بھی قبول کرنے کو تیار نہیں۔ اس کی ضد' ہٹ دھرمی اور "میں نہ مانوں" کو دیکھ کر اس کے والد نے بحث و مناظرے کرادیئے اور اسے جوتے مار کر گھر سے نکال دیا' جائیداد سے عاق کردیا اور سارے رشتہ داروں نے اس مرتد کا بائیکاٹ کردیا۔

اکبر خان گھر سے نکلا اور سیدھا اپنے یونیورسٹی کے دوست کے پاس ربوہ پہنچا۔ اس نے اسے سینے سے لگایا۔ اکبر خان نے اسے ساری آپ بیتی سنائی' اس کے دوست نے ٹھنڈی آہیں بھر بھر کر اس کی ساری کہانی سنی۔ اس کی ساری کہانی سننے کے بعد اس کے دوست نے کہا کہ یہ تمہارا امتحان تھا اور تم امتحان میں کامیاب و کامران رہے۔ میری طرف سے تمہیں بہت بہت مبارک ہو۔ تم نے جتنی بھی مصیبتیں برداشت کیں' وہ صرف راہ حق کے لئے تھیں۔ تم نے بہن بھائی' والدین' عزیز و اقارب' گھربار اور دولت قربان کرکے یہ ثابت کردیا کہ ایمان کے سامنے یہ ساری چیزیں ہیچ ہیں۔

مکار قادیانی کی مکارانہ گفتگو نے شکستہ اکبر خان کے جسم میں مضبوطی پیدا کردی۔ اس کے خوشامدی اور حوصلہ افزا جملوں نے اسے ایک نئی طاقت عطا کردی۔ قادیانی نوجوان نے اس کے لئے فوری طور پر ربوہ میں دو کمروں والے ایک مکان کا بندوبست کردیا اور سلسلہ روزگار کے لئے ایک پرائیویٹ اسکول میں ملازمت دلوادی۔ اس مہم کو پورا کرنے کے بعد اس کے پاؤں میں قادیانیت کی بھاری زنجیر ڈالنے کے لئے ربوہ میں ایک قادیانی فیملی میں اس کی منگنی کردی گئی اور دو مہینے بعد شادی کا پروگرام طے ہوگیا۔ والدین کے گھر سے نکلنے کے بعد اکبر خان اب اپنا گھر بسانے پر بڑا خوش تھا۔ شادی کے اخراجات پورے کرنے کے لئے قادیانی نوجوان نے اسے اسکول سے ایک سال کی ایڈوانس تنخواہ دلوادی۔

اپنی شادی سے ایک مہینہ پہلے اکبر خان شادی کی خریداری کے لئے لاہور آیا۔ لاہور مال روڈ پر اس نے جوتے اور کپڑے خریدنے تھے۔ خریداری کے بعد وہ مال روڈ پر جارہا تھا۔ جب وہ کتابوں کی مشہور دکان فیروز سنز کے قریب سے گزرا تو اپنے مطالعاتی ذوق کی وجہ سے وہاں ٹھہر گیا۔ اس نے گھڑی پر وقت دیکھا تو ابھی ربوہ جانے والی ٹرین میں دو گھنٹے باقی تھے۔ وہ فیروز سنز میں داخل ہوگیا اور ذوق و شوق سے مختلف کتابوں کو دیکھنے لگا۔ اچانک اس کی نظر سیرت النبیؐ کی ایک معروف کتاب "محسن انسانیت" پر پڑی' جس کے مصنف مشہور ادیب اور مذہبی اسکالر جناب نعیم صدیقی ہیں۔ اس نے کتاب کو جستہ جستہ دیکھا۔ کتاب کے مضامین اسے بڑے پسند آئے۔ اس نے کتاب خریدلی اور ربوہ روانہ ہوگیا۔ ربوہ پہنچتے ہی اس نے رات کو کتاب کا مطالعہ شروع کردیا۔ پہلا باب کھولتے ہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال کا تذکرہ اس کی نظروں کے سامنے آیا۔ وہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال جہاں افروز کے متعلق مندرجہ ذیل سطور پڑھ رہا تھا:

"میں نے جونہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو فوراً سمجھ لیا کہ آپؐ کا چہرہ ایک جھوٹے آدمی کا چہرہ نہیں ہوسکتا۔" (عبداللہ بن سلام)

"میں اپنے بیٹے کو ساتھ لیکر حاضر ہوا تو لوگوں نے دکھایا کہ یہ ہیں خدا کے رسولؐ! دیکھتے ہی میں نے کہا' واقعی یہ اللہ کے نبی ہیں۔" (ابو رمثہ تیمی)

"مطمئن رہو' میں نے اس شخص کا چہرہ دیکھا تھا جو چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن تھا۔ وہ کبھی تمہارے ساتھ بدمعاملگی کرنے والا شخص نہیں ہوسکتا۔ اگر ایسا آدمی (اونٹ کی رقم) ادا نہ کرے تو میں اپنے پاس سے ادا کروں گی۔" (ایک معزز خاتون)

"ہم نے ایسا خوبرو شخص اور نہیں دیکھا...... ہم نے اس کے منہ سے روشنی سی نکلتی دیکھی ہے۔" (ابو قرصانہ کی والدہ اور خالہ)

"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خوبرو کسی کو نہیں دیکھا' ایسا لگتا گویا آفتاب چمک رہا ہے۔" (ابوہریرہؓ)

"اگر تم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے تو سمجھتے کہ سورج طلوع ہوگیا ہے۔" (ربیع بنت معوذ)

"دیکھنے والا پہلی نظر میں مرعوب ہوجاتا۔" (حضرت علیؓ)

"وہ گورے مکھڑے والا جس کے روئے زیبا کے واسطے سے ابر رحمت کی دعائیں مانگی جاتی ہیں۔" (ابوطالب)

"میں ایک مرتبہ چاندنی رات میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا تھا۔ آپؐ اس وقت سرخ جوڑا زیب تن کئے ہوئے تھے۔ میں کبھی چاند کو دیکھتا تھا اور کبھی آپؐ کو۔ بالآخر میں اس فیصلے پر پہنچا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چاند سے کہیں زیادہ حسین ہیں۔" (حضرت جابرؓ بن سمرہ)

"خوشی میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ ایسا چمکتا گویا چاند کا ٹکڑا ہے۔ اسی چمک کو دیکھ کر ہم آپؐ کی خوشی کو پہچان جاتے تھے۔" (کعبؓ بن مالک)

"چہرے پر چاند کی سی چمک تھی۔" (ہند بن ابی ہالہ)

وہ محبوب خداؐ کے رخ انور کی ضیا پاشیوں اور نور افروزیوں کو پڑھ کر جھوم اٹھا۔ اچانک اس کا دھیان مرزا قادیانی کی طرف چلا گیا۔ وہ سوچنے لگا کہ میرا مرزا قادیانی بھی کتنا حسین و جمیل ہوگا۔ قادیانی ہونے کے باوجود اس نے آج تک مرزا قادیانی کی تصویر نہ دیکھی تھی۔ اس کے دل میں شوق کا ایک طوفان اٹھا کہ مجھے اپنے مرزا صاحب کی تصویر کی ابھی زیارت کرنی چاہئے تاکہ میں ان کے نور افروز چہرے سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کر سکوں۔ اس نے کتابوں میں یہ پڑھ رکھا تھا کہ نبی اپنے وقت میں کائنات کے سارے انسانوں سے خوبصورت ہوتا ہے۔ اس کے شوق نے ایک زبردست انگڑائی لی اور وہ بھاگم بھاگ اپنے قادیانی دوست کے گھر پہنچ گیا اور اس سے بڑی محبت سے مرزا قادیانی کی تصویر کی درخواست کی۔ اس کا دوست اندر گیا اور ایک بڑے کاغذ میں مرزا قادیانی کی تصویر لے کر آگیا۔ باہر آتے ہی اس نے اکبر خان سے پوچھا کہ کیا تمہارا وضو ہے؟ کیونکہ بے وضو مرزا صاحب کی تصویر کو ہاتھ نہیں لگانا چاہئے۔

اکبر خان جھٹ سامنے والی قادیانی عبادت گاہ میں چلا گیا اور وہاں سے وضو کر کے آگیا۔ اس نے اپنے دوست سے مرزا قادیانی کی تصویر لی اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا دھڑکتے دل کے ساتھ اپنے گھر کی طرف روانہ ہوگیا۔ گھر پہنچنے تک سورج غروب ہو چکا تھا۔ وہ گھر میں داخل ہوا اور داخل ہوتے ہی اس نے باہر کا دروازہ بند کر لیا تاکہ کوئی اسے ڈسٹرب نہ کر سکے اور وہ پورے انہماک کے ساتھ تصویر کی زیارت کر سکے۔ وہ اپنے کمرے میں آیا اور کمرے کی ساری لائٹیں جلا دیں۔ کانپتے ہاتھوں اور کانپتے دل کے ساتھ اس نے کاغذ سے مرزا قادیانی کی تصویر نکالی۔ آنکھوں کے سامنے تصویر آتے ہی اس پر ایک سکتہ سا طاری ہوگیا۔ اس نے پلکیں جھپکے بغیر آنکھوں کو تصویر میں گاڑ دیا۔ وہ تصویر میں یوں کھو گیا جیسے وہ تصویر میں کچھ ڈھونڈ رہا ہے۔ وہ صاحب تصویر کے اک اک انگ اور اک اک عضو کو یوں دیکھ رہا تھا جیسے کوئی سائنس دان خوردبین لگائے اپنے تجرباتی عمل کو دیکھ رہا ہو۔ وہ پندرہ منٹ ساکت کھڑا تصویر کی وادی میں گھومتا رہا۔

اس نے دیکھا کہ مرزا قادیانی کی آنکھیں چھوٹی بڑی ہیں، جن میں کوئی روشنی نہیں، کوئی جاذبیت نہیں۔ لمبوترا سا سر ہے جس کا عیب چھپانے کے لئے سر پر پگڑی یوں باندھ رکھی ہے جیسے پگڑی نہیں "الو" ہے۔ ہاتھی کی طرح لٹکتے ہوئے لمبے لمبے کان ہیں۔ آنکھیں اتنی چھوٹی ہیں کہ سفیدی اور سیاہی کا امتیاز مشکل ہے۔ بے ڈھب ماتھا کسی پوٹھوہاری علاقے کا منظر پیش کرتا ہے۔ ابرو کے بال یوں غائب ہیں جیسے "بال جھڑ" کا مریض ہو۔ گردن کچھوے کی طرح اندر دبکی ہوئی۔ خمیری روٹی کی طرح پھولے ہوئے بڑے بڑے ہونٹ۔ پھولے ہوئے نتھنے جیسے کم آکسیجن والی ہوا میں سانس لے رہا ہو۔ پچکے ہوئے گال اور داڑھی مکڑی کے جالے کا ویرانہ منظر پیش کر رہی تھی۔ چہرے پر نہ رعب و دبدبہ، نہ روشنی نہ ضیاء، نہ وجاہت نہ ملاحت، نہ شرافت نہ صداقت، نہ رعنائی نہ زیبائی، نہ جاذبیت نہ آدمیت، نہ وقار نہ افتخار، نہ شوکت نہ تمکنت!...... وہ مرزا قادیانی کے چہرے کو دیکھتا رہا...... ملاحظہ کرتا رہا...... معائنہ کرتا رہا..... پڑھتا رہا...... اور پھر ایک لمبے سکوت کے بعد وہ زور سے پکار اٹھا:

"خدا کی قسم! یہ شکل کسی نبی کی نہیں ہو سکتی۔"

"خدا کی قسم! میں اس سے زیادہ خوبصورت ہوں۔"

"خدا کی قسم! میں نے اس دنیا میں ہزاروں انسان اس سے بہت خوبصورت دیکھے۔"

"اے اللہ! تو گواہ رہنا، میں اس کی شخصیت اور اس کے مذہب پر لعنت بھیجتا ہوں اور صدق دل سے توبہ کر کے دوبارہ حلقہ بگوش اسلام ہوتا ہوں۔"

اکبر خان نے اسی رات جلدی جلدی اپنا ضروری سامان بیگ میں ڈالا اور چپکے چپکے ربوہ سے بھاگ نکلا اور چنیوٹ پہنچ کر اپنے گاؤں جانے والی لاری میں سوار ہوگیا۔ جب لاری نے اسے اس کے گاؤں کی باہر والی سڑک پہ اتارا تو رات کے دو بج چکے تھے۔ اکبر خان وہاں سے پیدل اپنے گاؤں کو روانہ ہوگیا۔ وہ گاؤں کی طرف جانے والی نہر کے کنارے کنارے چل رہا تھا۔ خوشی سے اس کے پاؤں اچھل اچھل جاتے تھے۔ گاؤں کی طرف سے آنے والی ٹھنڈی ہوا اس کے جسم سے لپٹ لپٹ جاتی تھی۔ جب ہوا زور سے چلتی تو فضا میں سیٹیاں بجنے لگتیں، گویا ہوا سیٹیاں بجا کر اس کا خیر مقدم کر رہی تھی۔ یہی ہوا جب درختوں سے گزرتی تو رقص کرتے پتوں سے ایک عجیب موسیقی پیدا ہوتی اور اسے یوں محسوس ہوتا جیسے پتے اس کے لئے استقبالی تالیاں بجا رہے ہیں۔ اس نے نہر کے پانی کی طرف دیکھا جو چاندنی رات میں چمک رہا تھا اور کبھی کبھی اس سے کوئی لہر اٹھ کر اسے دوبارہ مسلمان ہونے پر سلامی پیش کرتی۔ اس نے

باقی صفحہ ۱۷ پر

جمال عبدالناصر شاہد' بھکر

خاتم الانبیاءؑ

بحیثیت عظیم صلح جو شخصیت

سب کو ساتھ ملا کر' ہر ایک کا پاس و لحاظ رکھتے ہوئے' قوم میں اتفاق و اتحاد اور یک جہتی پیدا کرتے ہوئے کام کرنے کا بے مثال طریقہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا' اس کی مثال کائنات دنیا میں کہیں نہیں ملتی تھی' آپؐ کے صلح جو اور امن پسندی کی ایک بہترین مثال پیش خدمت ہے۔

عبادت کعبہ اور تعمیر جدید:

واقعہ یہ ہے کہ "کعبتہ اللہ" باوجود یہ کہ پورے عرب کی عقیدتوں کا مرکز تھا' مگر اس کی عمارت ایک عجیب سی چار دیواری تھی جس کا ایک کونہ رکن یمانی' ایک طرف کو کسی قدر باہر نکلا ہوا تھا' دوسری اطراف میں کونے ہی نہ تھے' بلکہ ادھر ادھر کا حصہ گولائی لئے ہوئے تھا' چار دیواری سے اندر دروازے سے ملا ہوا خزانہ کعبہ تھا۔ جو کنوئیں کی طرح پختہ گڑھا تھا' قیمتی نذرانے اسی میں ڈال دیے جاتے تھے۔ اس میں سونے کے زیورات کے علاوہ ایک سونے کا ہرن بھی تھا۔ جس میں موتی اور زیورات جڑے ہوئے تھے' اس چار دیواری پر چھت نہیں تھی' دیواریں نو ہاتھ یعنی پندرہ فٹ اونچی تھیں' چھت نہ ہونے کی وجہ سے اکثر قیمتی چیزیں چوری ہوجاتی تھیں' اس لئے قریش کا منصوبہ تھا کہ بیت اللہ کی عمارت پر چھت ڈال دی جائے' ایک مرتبہ ایک واقعہ یہ پیش آگیا کہ ایک عورت دھونی سلگا رہی تھی کہ اس کے چولہے میں سے ایک آگ کا چنگاڑا اڑ کر خانہ کعبہ کے غلاف پر پڑ گیا' جس سے تمام پردے جل گئے اور دیواروں میں دراڑیں پڑ گئیں۔ ان کمزور دیواروں پر تازہ حادثہ یہ پیش آیا کہ زور کا سیلاب ان سے ٹکرایا' جس نے ان کی جڑیں ہلادیں (سیلاب کو روکنے کے لئے پہاڑوں کے بیچ میں ایک بند زمانہ قدیم سے بنا ہوا تھا' یہ سیلاب بند کے اوپر سے دونوں طرف پہاڑوں کو چھوتے ہوئے مکہ معظمہ میں پہنچا) ایک لامحالہ طے کیا گیا کہ اس چار دیواری کو توڑ کر از سر نو تعمیر کی جائے' اس منصوبہ کو پورا کرنے کے لئے رقم کی ضرورت تھی' سامان عمارت درکار تھا' اور کوئی انجینئر بھی ہونا چاہئے تھا' عجیب اتفاق کہ اہل روم کا ایک جہاز جس پر عمارتی سامان لدا ہوا تھا' طوفانی ہواؤں سے اس کو توڑ پھوڑ رخ بدل دیا اور شعیبہ پہنچادیا' جو جدہ سے پہلے مکہ کی بندرگاہ تھی۔

ایک روایت میں ہے کہ یہ قیصر روم کا جہاز تھا اور اس پر تعمیر میں کام آنے والے قیمتی پتھر رخام اور ساگوان وغیرہ کی لکڑی اور لوہا لدا ہوا تھا۔

ولید بن مغیرہ مکہ کا رئیس اعظم تھا' شعیبہ پہنچا اور اس جہاز سے حسب ضرورت سامان خرید لیا۔

ایک روایت میں ہے کہ ولید کے والد محترم تھے

ان رومیوں کا سردار یعنی جہاز کا کپتان "باقوم" تھا' وہ فن تعمیر سے بھی واقف تھا۔

ایک روایت میں ہے جب دعوت اسلام اس کو پہنچی تو وہ مسلمان ہوگیا تھا' کوئی اولاد نہ تھی انتقال ہوا تو ان کا ترکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سہیل بن عمرو کو دلوایا۔

ولید بن مغیرہ نے اس سے طے کرلیا کہ وہ اپنی نگرانی میں مناسب نقشہ کے بموجب خانہ کعبہ کی عمارت مکمل کرادے۔

فراہمی سرمایہ کے متعلق یہ طے کرلیا گیا کہ مقدس عمارت میں مقدس سرمایہ ہی صرف کیا جائے' چندہ ہر ایک سے لیا جائے' مگر وہ پاک ہونا چاہئے۔ چوری' ڈکیتی' غبن' غصب یا حرام فعل یعنی گانے بجانے اور رقص وغیرہ کی اجرت کا کوئی حصہ بھی اس میں نہ ہونا چاہئے تقدس اور پاکیزگی کی ان شرطوں کے ساتھ جو رقم فراہم کی گئی' وہ اتنی نہ تھی کہ بنا ابراہیمی کے بموجب دیواریں کھڑی کرکے ان پر چھت بھی ڈال دی جائے' لہٰذا بجائے مدور مستطیل عمارت کے مربع عمارت کا نقشہ منظور کیا گیا' ایک جانب تقریباً" سات ہاتھ کا حصہ جو گولائی لئے ہوئے تھا۔ وہ "کعبہ" سے خارج کیا گیا' جنوبی جانب کا ایک کونہ جو کچھ نکلا ہوا تھا۔ اس کو سیدھ میں رکھا گیا۔ دیواریں پہلے نو ہاتھ بلند تھیں اب اٹھارہ ہاتھ یعنی نو گز بلند کردی گئیں۔ یہ تقریباً" ۱۵ بائی ۱۵ گز کا طویل و عریض احاطہ اس پر چھت ڈالنے کے لئے دو بیٹھیں تین تین ستون کی کھڑی کی گئیں۔ یعنی چھ کھمبوں پہلوں پر چھت کھڑی کردی گئی۔ چوکھٹ کو زمین سے کافی اونچا رکھا گیا' تاکہ لوگ بے دھڑک آسانی سے اندر داخل نہ ہوں جس کو وہ روکنا چاہیں روک سکتے تھے۔

صرف جمعرات اور پیر کے روز دروازہ کھولا

جاتا تھا' دربانوں کی کڑی نگرانی رہتی' جس کو چاہتے نیچے دھکیل دیتے تھے' جوتوں سمیت اندر نہیں جاسکتے تھے' جوتے باہر سیڑھی کے نیچے رکھ دیتے تھے۔ تعمیر سے پہلے تخریب یعنی بوسیدہ دیواروں کو گرانا ضروری تھا' لیکن کسی کی ہمت نہیں ہوتی تھی کہ کعبہ کی مقدس دیوار پر کدال چلائے۔ مگر ولید بن مغیرہ نے ہمت سے کام لیا کہ ہم تخریب اور توہین کی غرض سے نہیں بلکہ تعمیر اور تنظیم کے لئے یہ تخریب کررہے ہیں۔ لہٰذا خدا کے غضب یا کسی دیوتا کی ناراضی کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ مکہ والوں نے ایک رات انتظار کیا کہ شاید ولید پر کوئی بلا یا عذاب نازل ہوجائے۔ مگر جب ولید بن مغیرہ بخیریت رہا تو اگلے روز سب لوگ شریک ہوگئے۔ بہرحال سابق تعمیر منہدم کی گئی اور بڑے جوش و خروش سے دوبارہ تعمیر شروع کی گئی عمارت کے چند حصے مقرر کرکے ایک ایک حصہ ایک ایک قبیلے کے سپرد کردیا گیا کہ وہ اس کے لئے پتھر لائیں اور تعمیر کریں' اس طرح دیواروں کی تعمیر کے سلسلہ میں تو کوئی بحث نہیں ہوئی مگر جب دیوار کعبہ میں "حجر اسود" نصب کرنے کا موقع آیا تو ہر ایک قبیلے کو اپنے مفاخر یاد آئے۔ "ہمارے کارنامے یہ ہیں لہٰذا ہمیں ہی حق ہے کہ "حجر اسود" نصب کرنے کی تاریخی عظمت حاصل کریں۔" اس پر بحث شروع ہوئی' تین چار روز بحث مباحثہ اور پرجوش تقریروں میں صرف ہوگئے۔ مگر گرمی بڑھتی ہی رہی۔ یہاں تک کہ دھمکیوں کی نوبت آگئی' ساتھ ساتھ دھمکیوں کو پورا کرنے کی تیاریاں بھی ہونے لگی اسلحہ صاف کئے جانے لگے' کچھ سمجھدار لوگ سنبھلے' غصہ کے بھڑکتے ہوئے شعلوں کو ٹھنڈا کیا' اور سنجیدگی سے بات چیت کرکے یہ طے کردیا کہ معاملہ کسی منصف کے حوالے کیا جائے' مگر لوگوں کے دماغ اس درجہ برافروختہ تھی کہ کسی کے نام پر اتفاق کرلینا ناممکن تھا' تو ایک سردار کی یہ تجویز منظور کرلی گئی' کہ کس کا نام نہ لیا جائے' بلکہ جو شخص سب سے پہلے "باب بنی شیبہ" سے آئے وہ ثالث کرلیا جائے۔

اس کو پہلے باب بنی سید شمس کہا جاتا تھا' اور اب اس کو باب السلام کہتے ہیں۔ اس زمانہ میں خانہ کعبہ کے گرد میدان تھا پھر مکانات تھے' چار دیواری نہیں تھی' شہر کی سڑکیں اس میدان پر ختم ہوتی تھیں' ان سڑکوں پر پھاٹک بنے ہوئے تھے' ان پھاٹکوں کو مسجد حرام بھی کہہ دیا جاتا تھا۔ چنانچہ مختلف روایتوں میں الفاظ وارد ہوئے ہیں' کسی روایت میں اسے باب ابی شیبہ کو مسجد کا پھاٹک کہا گیا ہے' کسی میں سکہ کا لفظ آیا ہے' کسی میں فج کا' سکہ اور فج کے معنی ہیں راستہ' سڑک۔

ممکن تھا کہ آنے والے پر بھی اختلاف ہوجاتا' مگر یہ قریش کی خوش نصیبی تھی کہ سب سے پہلے وہ آیا جس کی خوبیوں پر سب کو اتفاق تھا' جس کو سب ہی "الصادق الامین" کہا کرتے تھے' چنانچہ جیسے ہی نظریں رخ انور پر پڑیں تو سب ہی پکار اٹھے "یہ محمدؐ ہیں' یہ صاحب امانت ہیں' ہم ان کی ثالثی پسند کرتے ہیں اور اس پر خوش ہیں۔"

میرے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آئے مجمع تک پہنچے پورا ماجرا آپ' کو سنایا گیا' اور آپ سے فیصلہ صادر کرنے کی درخواست کی گئی' آپ نے واقعہ سن کر تھوڑی دیر تامل کیا اور پھر ایک چادر منگوائی چادر بچھا کر "حجر اسود کو اس کے اوپر رکھ دیا گیا اور تمام قبیلوں کے سرکردہ لوگ جو یہاں موجود تھے' ان کو بلا کر ہدایت کی کہ سب مل کر چادر پکڑیں اور حجر اسود کو اٹھا کر دیوار کعبہ تک لے چلیں اس صورت میں مساوات اور یکسانیت پائی جارہی تھی۔ تمام شیوخ راضی ہوگئے' پھر جب حجر اسود دیوار کے قریب پہنچ گیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے دست مبارک سے اس کو اٹھا کر دیوار میں نصب کردیا۔" اس طرح ایک نہایت ہی خوف ناک جنگ ٹل گئی اور آپس میں غصہ اور نفرت کی بجائے اتحاد و اتفاق اور یکجہتی کے جذبات ابھر آئے' جن کی گہماگہمی میں کعبہ کی باقی ماندہ تعمیر مکمل کی گئی..... ساتھ ساتھ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی عزت و عظمت بدرجہا بڑھ گئی۔

قارئین کرام! یہ عظیم واقعہ ہمارے لئے بہترین لائحہ عمل ہے۔ آخر میں میری تمام برادران اسلام سے گزارش ہے ہم آپس میں اتفاق و اتحاد سے رہیں اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے بتائے ہوئے راستے پر چلیں گے تو ہماری غیرت اسلامی اور قوت اسلامی میں اضافہ ہوگا اور اگر ہم یوں ہی دست گریباں رہے تو باطل ہمیں نابود کردے گا۔ (خدانخواستہ) اللہ ہم پر اپنا فضل فرمائے اور خاتمہ ایمان نصیب فرمائے' حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے بتائے ہوئے اصولوں پر زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

○

بقیہ: انگریز کا کارندہ

دگرگوں ہوگئی۔"

اگر مرزائی امت مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مانتی تھی تو مناسب تھا کہ مرزا کو اسی دستوں والی جگہ دفن کیا جاتا' کیونکہ نبی جس جگہ فوت ہوتا ہے اسے اسی مقام پر دفن کیا جاتا ہے۔ لیکن مرزا کو ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو بروز منگل لاہور سے مال گاڑی میں لاد کر قادیان میں دفن کیا گیا۔

بالآخر

پہنچی وہیں پہ خاک
جہاں کا خمیر تھا

اخبارِ ختمِ نبوّت

گمبٹ میں قادیانیوں کی اشتعال انگیز سرگرمیاں اور نوجوان وزیر علی پچل کی قادیانیت سے توبہ

گمبٹ (نمائندہ خصوصی) وزیر علی پچل ایک تعلیم یافتہ نوجوان ہے' جو چھ سال تک قادیانیت کے چکر میں پھنسا رہا اور بالاخر علماء ختم نبوت کی بھرپور کوشش سے قادیانیت سے تائب ہو کر اسلام قبول کرلیا۔

گمبٹ (سندھ) میں مشتاق نامی قادیانی اور صوبو ڈیرو گمبٹ کا ناصر قادیانی تیزی سے خفیہ طور پر قادیانیت کی تبلیغ کرتے ہیں۔ ان دو قادیانیوں نے وزیر علی پچل کو قادیانیت کے دام فریب میں پھانس لیا جبکہ وہ ایف ایس سی کے طالب علم تھے۔ گزشتہ دنوں وزیر علی پچل کے برملا قادیانی ہونے کی بات مقامی مسلمانوں میں عام ہوئی تو مقامی سنجیدہ اور مثبت سوچ و فکر رکھنے والے مسلمانوں نے وزیر علی سے گفتگو کی اور سمجھانے کی کوشش کی تو وزیر علی نے کہا کہ "قادیانی ہی سچے مسلمان ہیں'میں سچا قادیانی ہوں' میرے والد مرحوم کی مغفرت میری وجہ سے ہوگی۔" مقامی مسلمانوں نے وزیر علی کے ایمان کو بچانے کی بھرپور کوشش کی لیکن پھر بھی وہ قادیانیت پر مصر رہا۔ اس نے اپنی بیوی اور دو بھائیوں کو بھی قادیانی بنانے کی کوشش کی۔ جب اس ساری صورت حال کی اطلاع ٹنڈو آدم کے علامہ احمد میاں حمادی (کنوینز عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سندھ) کو ملی تو علامہ مدظلہ دیگر علماء کے ساتھ گمبٹ مدرسہ عربیہ کی مسجد میں وزیر علی پچل سے مغرب سے لیکر رات ساڑھے دس بجے تک گفتگو کی اور مرزا غلام احمد قادیانی کی اصل کتب سے حوالہ جات دکھائے کہ:

☆ اس نے ہمارے پیارے رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی۔

☆ مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو عین محمد رسول اللہ کہا ہے۔ (نعوذباللہ)

☆ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توہین کی۔

☆ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں مرزا قادیانی نے کہا کہ "کربلا ہروقت میری سیرگاہ ہے اور سو حسین میرے گریبان میں ہیں۔" (نزول المسیح صفحہ ۹۹' روحانی خزائن جلد ۱۸ ص ۴۷۷)

☆ دوسری جگہ مرزا قادیانی نے کہا کہ "تم نے خدا کے جلال اور مجد کو بھلادیا اور تمہارا اور صرف حسین ہے' کیا تو انکار کرتا ہے' پس یہ اسلام پر ایک مصیبت ہے' کستوری کی خوشبو کے پاس گوہ کا ڈھیر ہے۔" (نعوذباللہ)' (ضمیمہ نزول المسیح روحانی خزائن جلد ۱۹ ص ۱۹۳)

علاوہ ازیں مرزا قادیانی نے تمام انبیاء علیہم السلام' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم' امہات المومنین رضی اللہ عنہن تمام اولیاء امت اور علماء حق کی توہین و تحقیر میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ کیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی اپنی تحریروں کے آئینے میں ایک مکار' غدار' کذاب اور دجال تھا وہ تو نعوذباللہ اپنے آپ کو عین محمد رسول اللہ بلکہ ان سے بھی بڑھ کر کہتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ ایک شریف انسان بھی نہیں تھا۔

وزیر علی پچل سے گفتگو کے دوران علامہ احمد میاں حمادی کے ساتھ حضرت مولانا نعمت اللہ صاحب اور مولانا محمد صدیق صاحب کے علاوہ دیگر علماء کرام بھی شامل تھے' بالاخر وزیر علی پچل نے کہا آج رات مجھے قادیانیت پر غور کرنے کا موقع دیا جائے جو دیا گیا۔ وزیر علی کو اس سے قبل گرفتار کرلیا گیا تھا اس لئے کہ وہ قادیانیت کو سچا اسلام اور خود کو مسلمان کہلواتا تھا۔ دوسرے روز جلوس نکالا گیا' پیر سید شفقت علی شاہ جیلانی اور صفدر علی ستہ چیئرمین شہری اتحاد' شیخ محلہ گمبٹ نے بریلوی مکتب فکر کے لوگوں کی قیادت کی اور مولانا محمد صدیق جامع مسجد سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور مولانا نعمت اللہ صاحب' سلیم نورالدین پیرزادہ' اعجاز احمد شیخ اور جناب عبدالسمیع نے دیوبندی مکتب فکر کی قیادت کی' جلوس تھانے پہنچا تاکہ ناصر قادیانی اور مشتاق قادیانی کے خلاف ایف آئی آر درج کروائی جائے۔ تو جلوس میں یہ افواہ پھیلائی کہ ناصر قادیانی عدالت میں وزیر علی قادیانی (جو بعد میں مسلمان ہوگیا) کی ضمانت کروانے کے لئے آیا کہ اس کو فی الفور جرمنی روانہ کردیا جائے گا' پاسپورٹ اور ویزہ تیار ہے۔ اس افواہ پر جلوس کے تمام شرکاء نے عدالت کا رخ کیا اور عدالت میں جاکر ان کو عدالت سے باہر نکلوایا' اس کے بعد وزیر علی پچل نے کہا کہ میں نے رات بھر قادیانیت کی اصل کتابوں سے حوالہ جات دیکھے ہیں' مرزا قادیانی نے واقعی رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم اور دیگر صلحاء امت کی توہین کی ہے۔ لہٰذا میں مرزا قادیانی کو جھوٹا سمجھتا ہوں اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا اور آخری نبی و رسول تسلیم کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے اپنے کئے کی معافی چاہتا ہوں۔ بہرحال وزیر علی نے صدق دل سے قادیانیت سے توبہ کرکے دامن اسلام میں پناہ لے لی۔ وزیر علی کی بیوی جو سسرال میں تھی علماء کے مشورہ سے بذریعہ عدالت اس کے حوالے کردی گئی۔

نوجوان وزیر علی چھل کے ایمان بچانے اور قادیانیت کے تعاقب میں علامہ احمد میاں حمادی (کنوینر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سندھ) کے ساتھ جناب عبدالسمیع شیخ، اعجاز اللہ شیخ، مولانا نعمت اللہ، مولانا محمد صدیق صاحب، سلیم نورالدین اور صفدر علی سٹہ صاحب نے شانہ بشانہ کوشش میں مصروف رہے۔ علاوہ ازیں پیر آف کمبٹ سید شفقت علی شاہ صاحب نے بھی بھرپور تعاون کیا۔ بعدازاں وزیر علی چھل کے استقبالئے کا پروگرام بنایا گیا۔ بہرحال اس مثبت سرگرمی اور ایک مسلمان کے ایمان کو بچانے کے لئے مسلمانوں کا جوش و خروش دیدنی تھا۔ اس کے بعد وزیر علی کو قادیانیت سے تائب ہوکر رسول آخرین محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن رحمت میں پناہ لینے پر علامہ احمد میاں حمادی اور دیگر علماء ختم نبوت نے مبارکباد دی۔

شبان ختم نبوت یونٹ لکڑ منڈی میں اجلاس

خصوصی رپورٹ (تصور علی بلوچ) شبان ختم نبوت یونٹ لکڑ منڈی کا ایک نہایت ہی اہم اجلاس دفتر ختم نبوت اکیڈمی لکڑ منڈی میں جو کافی عرصے کے بعد نماز جمعہ منعقد ہوا۔ تصور بلوچ کی مسلسل محنت سے تقریباً ۶۰ نوجوان شریک ہوئے جس میں مقامی شبان ختم نبوت کی باقاعدہ باڈی تشکیل دی گئی۔ اور نوجوانوں سے خطاب کرتے ہوئے حافظ عبدالصمعی خطیب لکڑ منڈی نے محبت رسول اور اس کے ثمرات فی الدنیا والآخرہ پر تفصیلی گفتگو کی، اس کے بعد سرپرست شبان ختم نبوت مولانا محمد اکرم طوفانی نے نسبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر سیر حاصل گفتگو فرمائی انہوں نے نوجوانوں کو اپنے فریضہ منصبی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہا کہ نسبت سے انسان اعلیٰ سے اعلیٰ مقام حاصل کرسکتا ہے۔ نسبت جس قدر بلند ہوگی قربانی بھی بلند دینی پڑے گی۔ انہوں نے کہا دن قیامت کے اگر کسی محلّہ والے کہیں گے کہ ہمارے محلّہ میں درس قرآن تھا، کوئی محلے والا کہے گا ہمارے ہاں درس حدیث تھا۔ پورے ضلع میں آپ وہ خوش نصیب ہوں گے کہ آپ کہیں گے کہ ہمارے ہاں دفتر ختم نبوت تھا۔ تو ختم نبوت پورے دین کے لئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ مولانا طوفانی نے کہا جب مقابل میں ہر قادیانی اپنے جھوٹے مرزا گاگا کے لئے متحرک ہے۔ تو ایسے تقابل میں ہر مسلمان کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ محمد رسول اللہ کی ختم نبوت کا سپاہی بن جائے اور ختم نبوت کے محافظین کے باڈی گارڈ دستہ میں شامل ہوجائے۔ مولانا طوفانی نے کہا کہ میں خدا کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں ختم نبوت کے محاذ پر تگ و دو کرنے والے اور اس کے لئے قربانی دینے والے دن قیامت کے صدیق اکبرؓ کی قیادت میں ختم نبوت کا پرچم لہرا کر اللہ کے حضور پیش ہوں گے تو انشاء اللہ یہ آپ کی اور میری نجات کے لئے کم نہ ہوگا آخر میں نوجوانوں نے وعدہ کیا کہ انشاء اللہ ہم اس نسبت کی لاج رکھیں گے یہ کہ جو دفتر ختم نبوت کا ہمارا لکڑ منڈی میں واقع ہے اور یہ ہماری خوش قسمتی ہے اور تمام کے تمام ۶۰ نوجوانوں نے تجدید عہد کیا کہ ہم مسئلہ ختم نبوت کی حفاظت میں جان کا نذرانہ پیش کرنا اپنے لئے سعادت سمجھیں گے۔

آخر میں نئے سرے سے باڈی تشکیل دی گئی۔ جس کے عہدیدار مندرجہ ذیل ہیں:

(سرپرست اعلیٰ) حافظ عبدالرحمٰن، خطیب لکڑ منڈی

(سرپرست) محمد سلیم

(صدر) محمد نذیر

(نائب صدر) محمد یونس ارائیں

(جنرل سیکریٹری) تصور علی بلوچ

(ڈپٹی سیکریٹری) غلام رسول معاویہ

(سیکریٹری نشرواشاعت و اطلاعات) عابد حسین ڈوگر

(ڈپٹی نشرواشاعت) محمد شاہد

(خزانچی) محمد زاہد

ایک ذیلی کمیٹی بنائی گئی جس کا نام منتظمہ کمیٹی شبان ختم نبوت جس میں ماسٹر خورشید، مظہر اقبال اعوان، محمد شریف، محمد وقار، محمد اسلام، محمد ناصر شامل ہیں۔ مجلس شوریٰ میں حافظ عبدالرحمٰن، عابد علی ڈوگر، اصغر علی ڈوگر، محمد سلیم، محمد شریف مکینک، محمد اشرف ہوٹل والا، محمد یونس، ماسٹر خورشید، محمد نذیر اور چالیس نوجوانوں پر مشتمل مجلس عمومی قائم کی گئی۔ آخر میں مولانا طوفانی نے دعا سے اختتام فرمایا۔ اور تمام نوجوانوں نے اپنے عہد کو دہرایا کہ انشاء اللہ قادیانیت کا تعاقب جاری رکھیں گے۔ اور یہ کام اس وقت تک جاری رہے گا جب تک قادیانیت کا خاتمہ نہیں ہوجاتا۔

قادیانی کی موت پر وزیراعلیٰ پنجاب کے بیان کی مذمت

لاہور (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر مولانا مفتی محمد یوسف لدھیانوی و مرکزی راہنماؤں مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا منور حسین صدیقی نے ایک اخباری بیان میں کہا کہ آنجہانی خالد منظور بسرا قادیانی کی موت پر وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف کے بیان جس میں مذکور کو مرحوم اور

جوار رحمت میں جگہ دینے کی دعا پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ مرحوم کا لفظ مسلمان کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ نیز جوار رحمت کی دعا بھی مسلمان کے لئے کی جاتی ہے۔ اگر وزیر اعلی پنجاب نے آنجہانی کو قادیانی جاننے کے باوجود مرحوم اور دعائے مغفرت کی ہے تو اپنے ایمان اور نکاح کی تجدید کرائیں۔ اور اگر انہیں معلوم نہیں تھا کہ بسرا مذکور قادیانی ہے تو بھی علی الاعلان اخبارات کے ذریعہ توبہ کریں' تاکہ آئندہ کوئی مسلمان کسی قادیانی کو مرحوم کہنے کی جسارت نہ کرسکے۔

نام نہاد حقوق انسانی کی تنظیمیں مسلمانوں پر ظلم کے خلاف آواز کیوں نہیں اٹھاتیں

لاہور (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنماؤں مولانا عزیزالرحمن جالندھری' مولانا اللہ وسایا' صاحبزادہ طارق محمود' مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے ایک مشترکہ اخباری بیان میں کہا کہ پاکستان کلمہ توحید کی بنیاد اور اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے معرض وجود میں آیا۔ پاکستان کی اکثریت آج بھی اسلام کی دلدادہ ہے۔ چند مٹھی بھر افراد امریکہ' برطانیہ' اسرائیل' انڈیا کے ٹکڑوں پر پلنے والوں کی کسی سازش کو کامیاب نہیں ہونے دیا جائے گا۔ تحریک ختم نبوت کے راہنماؤں "ہیومن رائٹس کمیشن" کی رپورٹ کو شرانگیز قرار دیتے ہوئے' مسترد کرتے ہوئے کہا کہ نام نہاد کمیشن کا مقصد مسلمانوں کے بنیادی عقائد پر تیشہ زنی اور سامراجی طاقتوں کو خوش کرنا ہے۔ نام نہاد انسانی حقوق کی تنظیمیں ہمیشہ قادیانیوں اور مسیحیوں کے حق میں آواز بلند تو کرتی ہیں' لیکن دنیا بھر میں مسلمانوں پر ہونے والے مظالم پر خاموش اور ان کے قلم گنگ ہوجاتے ہیں۔ کیمشن کی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک مرتبہ پھر اسلامیان پاکستان کے لئے لارڈ میکالے کے بنائے ہوئے نظام تعلیم کو بحال کرانے کی فکر میں ہیں۔ تحریک ختم نبوت کے راہنماؤں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ پاکستان کے نظام تعلیم کو قرآن و سنت سے ہم آہنگ کیا جائے اور بیرونی طاقتوں کے ٹکڑوں پر پلنے والے نام نہاد انسانی حقوق کے ٹھیکیداروں کی آواز کو اہمیت نہ دی جائے نیز انہوں نے کہا کہ آئین پاکستان میں شامل اسلامی دفعات' امتناع قادیانیت آرڈی نینس' تحفظ ناموس رسالت کے قانون اور گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سزا کو ختم کرنے کی سازش کی گئی تو بھرپور مزاحمت کی جائے گی اور ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔

قاری بشیر احمد کی وفات پر اظہار تعزیت

ساہیوال (پ ر) ضلع ساہیوال کی مشہور دینی شخصیت اور تحریک ختم نبوت کے بزرگ رہنما جید عالم دین حضرت مولانا ابو سفیان قاری بشیر احمد قادری خطیب جامع مسجد بلال فرید ٹاؤن طویل علالت کے بعد فرید ٹاؤن ساہیوال میں انتقال فرماگئے (انا للہ وانا الیہ راجعون) قاری بشیر احمد نے ۳۶ سال تک جامع مسجد بلال میں خطابت کے فرائض سرانجام دیئے اور مدرسہ جامعہ انواریہ و دیگر مدارس میں درس و تدریس کے فرائض بھی انجام دیئے۔ تحریک ختم نبوت ۵۳ء اور ۷۴ء میں قیدوبند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ دوران اسیری آپ کو مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کے استاد ہونے کا شرف بھی حاصل ہوا۔

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے مرکزی رہنماؤں شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا' مولانا اسماعیل شجاع آبادی' مولانا خدا بخش اور مولانا عبدالرزاق' قاری عبدالجبار و دیگر علماء کرام نے مرحوم کی رہائش گاہ پر گئے اور مرحوم کے صاحبزادے قاری شکیل احمد عثمان سے تعزیت کی

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
شاپ نمبر ایف - ۹۱ - صرافہ
میٹھادر کراچی فون ۲۴۵۵۷۲۳۰ ۔

Ph : 7512251
AJ
Al-Abdullah Jewellers
العبداللہ جیولرز
GOLD, SILVER BUYERS, SELLERS & ORDER SUPPLIERS
Shop No. 86, Kundan Street, Sarafa Bazar, Mithader, Karachi.

نعت رحمت عالم ﷺ

خلیل پرتاپ گڑھی

میری آنکھوں نے نہیں دیکھا ہے اس سے خوب تر — جس کا عکس خوب ہیں دنیا میں یہ شمس و قمر
خوبصورت' خوب سیرت' خوش بیاں جاذب نظر — آج تک ہرگز نہ عورت نے جنا ایسا پسر
رحمدل' خوش خلق' خوش گفتار' خوش دل بردبار — رحمت عالم نہیں آیا کوئی ایسا بشر
تاجدار ایسا کہ پورا ملک اس کے زیرپا — زہد ایسا کہ نہیں دل پہ کوئی اس کا اثر
مالدار ایسا خزانے کے سامنے — مسکنت ایسی کہ فاقہ کش رہا ہے عمر بھر
جو نڈر ایسا ہزاروں کے مقابل ہو کھڑا — نرم دل ایسا کہ سب اس کے جلوؤں میں بے خطر
باہمہ ایسا کہ ہے ممنون ساری کائنات — بے ہمہ ایسا کہ ہر لمحہ ہے رب سے باخبر
جس کی فطرت میں نوازش کی رواں تھی سلسبیل — دشمنوں کے حق میں بھی کی ہیں دعائیں بیشتر
چھال کا تکیہ' چٹائی کھردری' درویش حال — ہیں وہی محبوب رب دو جہاں خیرالبشر
دن میں تھا میدان میں جو اک سپاہی تیغ زن — شب میں وہ زاہد کی صورت میں جھکاتا اپنا سر
اک طرف کشورکشا اور فتح و نصرت کا امین — بھولے بھٹکوں کے لئے معصوم وہ پیغامبر

اباؤ اجداد اپنے اس پہ قرباں ہیں خلیل
جو بزرگی میں خدا کے بعد ہے المختصر

REGD. NO. SS-160

قادیانیت سے اسلام تک

ترتیب و تحقیق

محمد متین خالد

ایسے خوش نصیبوں کی ایمان پرور، فکر انگیز اور المناک داستان

- جو گمراہی اور ضلالت کے تاریک و عمیق گڑھے میں ارتداد و جہالت کی زندگی گزار کر اسلام کے پُرنور اور ابدی اُجالے میں آگئے۔
- جو گھر کے بھیدی کی حیثیت سے قادیانیت کے سربستہ رازوں سے پردہ اٹھاتے ہیں۔
- جس نے "جھوٹی نبوت" کے ایوانوں میں قیامت خیز زلزلہ بپا کر دیا۔
- جس کے مطالعے سے ہر قادیانی اپنی تقدیر بدل سکتا ہے۔

جو اعتراف کرتے ہیں کہ قادیانیت:

بے یقینیوں، مفروضوں، اندازوں، مجبوریوں، فریب کاریوں، دھوکہ دہیوں، دشنام طرازیوں، خوف و ہراس، تضاد و اضداد، اضطرابیت، بے سکونیت، الحاد و ضلالت، جہالت و وحشت، زندیقانہ، فحاشی و عریانی، قتل و غارت، غدّاری و تخریب، فتنہ و فساد، غدر و بغاوت، فسق و فجور، کبر و غرور، کفر و الحاد، ظلم و استبداد، نخوت و شقاوت، مصنوعی پارسائی، من گھڑت تاویلات، اِسلام کی تذلیل و تکذیب، اسلام دشمن طاقتوں کا آلۂ کار، اور شرم و حیا سے عاری بدترین اخلاق باختہ جنسی سکینڈلز کا مذہب ہے۔

اِظہارِ حق کی پاداش میں اِن "مظلوموں" پر مصائب کے وہ پہاڑ ٹوٹے، اگر وہ دنوں پر وارد ہوتے تو راتیں بن جاتیں۔

اپنی نوعیت کی منفرد کتاب، جس کا مطالعہ وقت کا مطالبہ ہے۔

آیئے، پڑھیے اور اپنے ایمان کی حفاظت کیجئے!

دیباچہ نگار

- حضرت مولانا اللہ وسایا ایڈیٹر ہفت روزہ ختمِ نبوت انٹرنیشنل
- جناب مسکین فیض الرحمان مرکزی امیر تحریک منہاج القرآن
- جناب حافظ شفیق الرحمٰن معروف کالم نگار روزنامہ "دن"
- جناب پروفیسر محمد ظفر عادل

کمپیوٹر کتابت ◆ بہترین کاغذ ◆ دیدہ زیب طباعت ◆ مضبوط جلد ◆ جدید ڈیزائننگ ◆ چار رنگا انتہائی خوبصورت ٹائیٹل ◆ صفحات: 564
قیمت /200 روپے ◆ جماعتی کارکنوں کے لیے "خصوصی رعایت" قیمت صرف 100 روپے مع 20 روپے ڈاک خرچ (ترسیل بذریعہ منی آرڈر، وی پی ہرگز نہ ہوگی)

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت
حضوری باغ روڈ ملتان 514122

مکتبہ تعمیرِ انسانیت اُردو بازار لاہور
فون 7237500